﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 18 | جمعۃ المبارک 04/نومبر 2011ء | 07/ذی الحجہ 1432 ہجری قمری ❁ 04/نبوت 1390 ہجری شمسی | شمارہ 44

مصائب دنیا کی ڈھال

حضرت ابن ابی ملیکہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

''روزہ رکھو کیونکہ یہ آگ اور دنیا کے مصائب کے مقابلہ پر ڈھال ہے''۔

(کنزالعمال جلد8 صفحہ 449 حدیث نمبر23603)

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی۔ستمبر 2011ء

ہماری مساجد جہاں بھی تعمیر ہوتی ہیں اس مقصد کے لئے ہوتی ہیں کہ خدائے واحد کی عبادت کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کے حق بھی ادا کئے جائیں۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسو کے قریب ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی ہے اور یہ خوبی ہے ہر ملک کے ہر قوم کے احمدی کی کہ وہ ہمیشہ قانون کا پابند رہا ہے کیونکہ اسلام نے اس کو یہی سکھایا ہے کہ تم نے حکومت وقت کی پابندی کرنی ہے۔

بروکسال (جرمنی) میں مسجد بیت الاحد کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب۔

میئر بروکسال کا ایڈریس اور یہ مسجد نئی روحانی غذا کا کام دے گی۔مقامی اخبار میں تقریب کی کوریج

(جرمنی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

19/ستمبر 2011ء بروز سوموار:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بجے بیت السبوح مسجد میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ایک روز قبل لندن سے مکرم مرزا عبدالرشید صاحب بڑی تعداد میں دفتری ڈاک لے کر فرینکفرٹ (جرمنی) پہنچے تھے۔صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے یہ ڈاک ملاحظہ فرمائی اور خطوط و رپورٹس پر ہدایات سے نوازا۔سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح مسجد تشریف لا کر نماز ظہر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی جائے رہائش پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز عصر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے آئے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ایک مہمان نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

چھ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔آج ملاقات کرنے والوں میں جرمنی کی درج ذیل جماعتوں سے فیملیز بیت السبوح فرینکفرٹ پہنچی تھیں:

Mannheim, Wernau, Kassel, Rodermark, Frankfurt, Offenbach, Oberursel, Gross Umstadt, Ratingen, Schlunchtern, Ginsheim, Giessen, Bielefeld, Russelheim, Hurnberg, Bietigheim, Wiesbaden, Wetzler.

آج مجموعی طور پر 22 فیملیز کے 79 افراد اور 12 سنگل افراد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ملاقات کرنے والوں میں پاکستان سے آنے والی ایک فیملی بھی شامل تھی۔ ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں پیارے آقا کی دعاؤں اور شفقتوں کا مورد بنتے ہوئے کمرۂ ملاقات سے باہر آیا اور پیارے آقا کے قرب کے ان لمحات کی ہمیشہ ساتھ رہنے والی یادوں کو لئے ہوئے رخصت ہوا۔اللہ تعالیٰ یہ سعادتیں سب کے لئے مبارک کرے۔ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

20/ستمبر 2011ء بروز منگل:

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا چھ بجے بیت السبوح مسجد میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

Bruchsal میں ''مسجد بیت الأحد'' کے سنگ بنیاد کی مبارک تقریب

آج پروگرام کے مطابق Bruchsal شہر میں ''مسجد بیت الأحد'' کے سنگ بنیاد کی تقریب تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز صبح دس بج کر 40 منٹ پر اپنی رہائش گاہ سے باہر تشریف لائے اور Bruchsal کے لئے روانگی ہوئی۔اس شہر کا ''بیت السبوح'' فرینکفرٹ سے فاصلہ 130 کلومیٹر ہے۔اور یہ جرمنی کے صوبہ Baden-Wurttemberg میں واقع ہے۔ امسال 2011ء میں جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ Karlsruhe شہر میں منعقد ہوا تھا جو یہاں سے بیس کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔

قریباً ایک گھنٹہ دس منٹ کے سفر کے بعد گیارہ بج کر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز Bruchsal شہر میں اُس جگہ پہنچے جہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔مقامی جماعت نے اس قطعہ زمین پر مارکی لگا کر تقریب کا اہتمام کیا ہوا تھا۔جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے، صدر جماعت Bruchsal مکرم مبشر احمد صاحب اور مکرم مقصود احمد علوی صاحب ریجنل معلّم سلسلہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔اس دوران احباب جماعت مسلسل نعرے بلند کرتے رہے۔خواتین شرف زیارت سے فیضیاب ہو رہی تھیں اور بچیاں خیر مقدمی دعائیہ نظمیں پیش کر رہی تھیں۔اس جماعت کے لئے آج خوشی و مسرّت اور عید کا دن تھا۔ان کا پیارا آقا پہلی مرتبہ اُن میں رونق افروز ہوا تھا۔خوش نصیب تھے یہ لوگ کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُن کی پہلی مسجد کا سنگ بنیاد رکھ رہے تھے۔آج کا دن اس جماعت کے لئے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے گھر کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اور آئندہ اسی گھر سے انشاء اللہ العزیز اس سارے علاقہ میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچنا ہے اور فتوحات کے نئے دروازے کھلنے ہیں۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں سنگ بنیاد رکھے جانے کے تعلق میں تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم مقصود احمد علوی صاحب معلّم سلسلہ نے کی اور بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔اس کے بعد عزیزم فیضان احمد نے اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔

Bruchsal شہر کی میئر کا ایڈریس

بعدازاں Bruchsal شہر کی میئر Cornelia Petzold-Schick نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے یہاں سب آنے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ میئر نے بتایا کہ Bruchsal ایک ملٹی کلچرل شہر ہے اور اس میں سو (100) سے زائد قوموں کے لوگ آباد ہیں اور سب امن سے رہتے ہیں۔ احمدیہ جماعت بھی اس شہر کا حصہ ہے۔ جماعت احمدیہ مختلف پروگراموں اور Events میں شامل ہوتی رہتی ہے۔ میئر موصوفہ نے بتایا کہ ابھی کچھ عرصہ قبل ہی مجھے جماعت کی انتظامیہ کے ساتھ ایک بچوں کے کھیل کے میدان میں ایک درخت لگانے کا موقع ملا جو جماعت کی طرف سے ہمیں دیا گیا تھا۔ میئر نے کہا کہ مجھے اس بات سے بہت خوشی ہوتی ہے کہ جماعت یہاں کے انٹرنیشنل City Festival میں بھی شامل ہوتی ہے۔ ان باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ ہمارے معاشرہ کا حصہ ہے اور Bruchsal شہر کے تمام پروگراموں اور Events میں حصہ لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مَیں اپنی دوسری مصروفیات اور Appointments چھوڑ کر یہاں جماعت کے پروگرام میں آئی ہوں۔

میئر نے کہا: جب اتنی مختلف اقوام کے لوگ ایک جگہ اکٹھے رہتے ہوں، تو اکٹھے رہنے کے کچھ قانون بھی ہوتے ہیں جس پر سب کا عمل کرنا ضروری ہوتا ہے ورنہ امن میں رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ پھر اتنی مختلف اقوام کا ایک جگہ باہم مل جل کر رہنا اُس صورت میں ممکن ہوتا ہے جب سب زبان کو جانتے ہوں اور سب ایک دوسرے کے کلچر سے سیکھ رہے ہوں۔ کسی کو ایک دوسرے سے چھپ کر نہیں رہنا چاہئے بلکہ اکٹھے مل کر رہنا چاہئے۔ آج میں بطور شہر کی نمائندہ آپ کی جماعت کی شکرگزار ہوں کہ آپ لوگ رابطہ میں ہماری طرف آگے بڑھے، اپنی اس مسجد کی تعمیر کے لئے ہمارے پاس آئے نہ کہ خاموشی سے مسجد کی تعمیر کا پروگرام بنایا۔ میئر نے کہا کہ آج آپ اس جگہ اپنی ایک مسجد بنانا چاہ رہے ہیں۔ اس کا پلاٹ آپ کی ملکیت ہو چکا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ابھی کچھ رکاوٹوں کا آپ کو سامنا کرنا پڑے اور ابھی اس کی تعمیر میں لمبا سفر باقی ہے۔ میئر نے کہا کہ آج اس فنکشن میں جہاں آپ کے خلیفہ بھی موجود ہیں، آپ صحیح راستہ پر ہیں۔ Bruchsal میں آپ کا یہ مسجد بنانا یہ بھی واضح کر رہا ہے کہ آپ اس شہر میں مستقل سکونت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس طرح ہمارے درمیان دوستی کا ایک مضبوط رشتہ قائم ہو جائے گا۔ میئر نے اپنے ایڈریس کے آخر پر کہا کہ میری خواہش ہے کہ آپ کا یہ پراجیکٹ کامیاب رہے اور آپ کو کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

امیر جماعت جرمنی کا تعارفی ایڈریس

میئر کے اس ایڈریس کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

امیر صاحب جرمنی نے Bruchsal شہر کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ اس شہر کا رقبہ 35.92 مربع میل ہے اور اس کی آبادی 43 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں اس شہر کا اسّی فیصد (80%) حصہ تباہ ہو گیا تھا۔ اس شہر میں یہودی مذہب کا اپنا قبرستان بھی ہے اور ترکیوں کی ایک مسجد اور نماز سینٹر بھی ہے۔ امیر صاحب نے بتایا کہ اس شہر کی ایک خصوصیت یہاں کا ایک خاص کھانا بھی ہے۔ اس شہر میں جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے امیر صاحب جرمنی نے بتایا کہ 1986ء میں کچھ احمدی احباب اس علاقہ میں آئے۔ جس کے بعد 1988ء میں چھ اَور احمدی احباب شہر کے اندر رہائش پذیر ہوئے۔ 1990ء میں یہاں باقاعدہ جماعت قائم کی گئی۔ اُس وقت جماعت کی تعداد 45 تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں اڑہائی صد افراد پر مشتمل جماعت قائم ہو چکی ہے۔ جماعت Bruchsal کے مقامی حکام اور پولیس کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں اور یہاں کے احمدی طلباء کا تعلیمی معیار بھی اچھا ہے۔

مسجد کے لئے جو پلاٹ خریدا گیا ہے اس کا رقبہ 1820 مربع میٹر ہے اور یہ دو لاکھ 62 ہزار 350 یورو میں خریدا گیا تھا۔ خواتین نے خاص طور پر مالی قربانی پیش کی ہے جس میں 25 ہزار یورو کے زیور بھی پیش کئے۔ امیر صاحب نے بتایا کہ صدر جماعت Bruchsal نے اپنی جماعت کے بعض ممبران کے ساتھ بیت السبوح میں آکر ایک لاکھ 45 ہزار یورو کی رقم پیش کی۔ یہاں کی جماعت اِس مسجد کے لئے مالی قربانی کر رہی ہے۔ مسجد کا پلاٹ شہر کے اندر ہے اور یہاں کے ریلوے اسٹیشن سے صرف دس منٹ کی پیدل مسافت پر ہے۔ 23 فروری 2011ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس مسجد کا نام ''مسجد بیت الأحد'' رکھا۔

مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ الحمدللہ کہ آج بروکسال کی جماعت کو یہاں اس لیے جمع ہونے کی توفیق مل رہی ہے کہ یہ اپنے لیے ایک عبادت گاہ تعمیر کریں۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے جس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی بنیاد رکھی تھی اور دیواریں اٹھائی تھیں۔ اور وہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی عبادت خود بھی کریں اور اپنی نسلوں میں بھی اس عبادت کے مضمون کو، اس عبادت کی عادت کو جاری رکھیں۔ اس تعلیم کو جاری رکھیں جو خدا تعالیٰ نے انسان کو دی ہے۔ اس مقصد کو جاری رکھیں جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ پس ہماری مساجد جہاں بھی تعمیر ہوتی ہیں اس مقصد کے لیے ہوتی ہیں کہ خدائے واحد کی عبادت کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کے حق بھی ادا کیے جائیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد تعمیر ہو گی تو اس مقصد کو یہاں رہنے والا ہر احمدی اپنے پیش نظر رکھے گا اور آپ لوگ اسی نیت سے اس مسجد کی تعمیر میں حصہ بھی لیں گے جو مقصد آپ نے تلاوت میں دعاؤں میں سنا۔ اللہ کرے کہ یہ تعمیر جلد مکمل ہو جائے اور آپ لوگ اس مقصد کو پورا کرنے والے بھی ہوں۔

میئر صاحبہ نے ابھی تقریر کی، اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ ایک تو یہ بات میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ تعمیر کے لحاظ سے بھی، آرکیٹکچر کے لحاظ سے بھی ان کے علاقہ میں یہ ایک اچھا اضافہ ہو گا، ایک اچھی عمارت کا اضافہ ہو گا اور جب اس کی تعمیر مکمل ہو جائے گی تو اس خوبصورت عمارت کو دیکھ کے ان کو کسی قسم کی مایوسی نہیں ہو گی اور صرف عمارت ہی نہیں جب یہ عمارت بن جائے گی، یہاں کے لوگوں کو، یہاں کے احمدیوں کو ایک مرکز مل جائے گا جب یہاں آئیں گے اور مجھے امید ہے جس طرح ہمیشہ ہر احمدی کا یہ طریق رہا ہے اور یہی ہماری تعلیم ہے کہ جب مسجد میں آؤ تو محبت اور پیار کے جذبات لے کر آؤ۔ اپنے خدا کے لیے بھی جس کی عبادت کرنی ہے اور اس مخلوق کے لیے بھی جو خدا تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ پس امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کے بعد میئر صاحبہ کے یا لوگوں کے جو concern ہیں، بعض تحفظات ہیں کہ پتہ نہیں مسلمانوں کی مسجد بن جائے گی تو کیا حال ہو گا، وہ کوئی اگر ہیں بھی تو دُور ہو جائیں گے۔

میئر صاحبہ نے یہ بتایا کہ آپ کو یہ جگہ مل گئی ہے لیکن گو اس کا مقصد جیسا کہ ان کی باتوں سے لگا ہے اور آپ افتتاح بھی کر رہے ہیں، بنیاد بھی رکھ رہے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہ یہاں تشریف بھی لائی ہیں۔ اور یہ علاقہ کے لوگوں کو بھی پتہ ہے اور کونسل کو بھی پتہ ہے، میئر کو بھی پتہ ہے کہ مسجد یہاں تعمیر ہونی ہے لیکن پھر آپ نے فرمایا کہ اس کا ابھی ایک لمبا سفر طے ہونا باقی ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ آج بنیاد رکھ لی تو مراحل طے ہو گئے اور فوراً مسجد بننی شروع ہو جائے گی۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ ہم نے ایک خدا کی عبادت کرتے ہوئے محبت پیار کا پیغام پہنچانا بھی ہے، اس کا اظہار بھی کرنا ہے۔ اپنے لوگوں کے لیے بھی اور علاقہ کے لوگوں کے لیے بھی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس کی عبادت کے ساتھ ساتھ، اس کا حق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کا بھی حق ادا کیا جائے۔ اس لیے اگر مزید اس کے نقشوں کی منظوری میں یا تعمیر کی اجازت میں کوئی روکیں پڑ سکتی ہیں تو میئر کے پاس بڑے اختیار ہوتے ہیں ان کے پاس کونسلر جو ہیں ان کے پاس آئیں گے۔ اگر وہ دیکھ رہی ہیں کہ ہم لوگ، احمدی لوگ پُرامن شہری ہیں اور مسجد کا مقصد ہی یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کے لیے ایک جگہ تعمیر کی جائے جس میں لوگ اکٹھے ہوں اور جیسا کہ میں نے کہا اللہ سے محبت کا اظہار کرنے والے ہوں اور بندوں سے بھی محبت کا اظہار کرنے والے ہوں۔ تو اس چیز کو دیکھ کر امید ہے کہ وہ اپنے کونسلرز کو بھی قائل کریں گی اور علاقہ کے لوگوں کو بھی قائل کریں گی۔ گو کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ابھی لمبا سفر ہے جو تمہیں طے کرنا ہے لیکن اگر وہ چاہیں تو اس سفر کو وہ چھوٹا بھی کر سکتی ہیں اور مجھے امید ہے کہ وہ جلد سے جلد اس کو چھوٹا کرنے کی کوشش کریں گی۔

امیر صاحب نے اپنی تقریر میں ایک ڈش کی مثال دی کھانے کی۔ جو میں سمجھا ہوں، نام تو انہوں نے جرمن میں لیا تھا، لیکن میرا خیال ہے سپیریگس اس کو انگلش میں کہتے ہیں۔ تو یہ اس علاقے کی ایک مشہور ڈش ہے۔ گویا کہ اس علاقے میں خوراک اور ایک مادی مائدہ مہیا ہے اور ویسے بھی ان ملکوں میں بکثرت مہیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو سب سے اہم خوراک ہے وہ روحانی مائدہ ہے اور روحانی مائدہ ہی ہے جو انسان کی روح کی غذا بن کر اس کا خدا تعالیٰ سے بھی تعلق پیدا کرتا ہے اور اس کو بندوں کے حق ادا کرنے والا بھی بناتا ہے۔ پس انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد جو ہے یہ اپنے لوگوں میں بھی اور غیروں میں بھی اس روحانی مائدہ کے پیدا کرنے اور اس کے اظہار کا اور اس کے مہیا کرنے کا، ذریعہ بنے گی۔ اور اسی دعا کے ساتھ ہمیں اس مسجد کی بنیاد رکھنی چاہیے کہ اللہ کرے کہ یہ مسجد اپنے لوگوں کے لیے بھی اور علاقہ کے لوگوں کے لیے بھی روحانی مائدہ کا کردار ادا کرنے والی ہو۔

میئر صاحبہ نے ذکر کیا کہ انہوں نے پارک میں ایک درخت لگایا جو جماعت کی طرف سے دیا گیا تھا۔ یہ درخت بھی ایک ظاہری اظہار ہے اس بات کا کہ ہم لوگوں میں مل جل کر ان کی خوشحالی کے لیے ماحول کی صفائی کے لیے کوشش کرتے ہیں اور آج کل سبزے کا اور گرین ہاؤسسز سیٹ کا بڑا چرچا ہے۔ اس کے لیے دنیا کوشش کر رہی ہے۔ ماحول میں جو پولیوشن ہے اس کو صاف کرنے کے لیے کوشش ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ شجر کاری کی جائے، درخت لگائے جائیں۔ کم سے کم ایسی چیزوں کا استعمال کیا جائے جو ماحول کو اور فضا کو polute کرنے والے ہیں۔ کاروں کی گرمی ہے، بجلی کی، انرجی کی گرمی ہے۔ اسی لیے مختلف قسم کی انرجی کا بھی آج کل بڑا شور اٹھتا ہے۔ تو جیسا کہ میں کہہ رہا تھا کہ یہ درخت ایک ظاہر اظہار ہے اس بات کا کہ ہم یہاں کے لوگوں کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اور جب انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد بنے گی تو پھر اس کا مزید اظہار شروع ہو گا کہ یہ ایک درخت نہیں بلکہ یہاں اس مسجد سے محبت اور امن اور بھائی چارے کے بے شمار درخت لگیں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ علاقے کے لوگوں کے جو تحفظات ہیں وہ اس مسجد کے بننے سے دُور ہوں گے۔

امیر صاحب نے ایک بات rules and laws of Islam کی کی ہے۔ اس سے بھی کسی قسم کی کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے۔ بہرحال ہمیں احمدیوں کو تو نہیں ہے۔ یہاں جو دوسرے ہیں ان کو بھی بتا دوں کہ اسلام کا قانون یہی ہے کہ جو حکومت وقت ہے اس کے جو قوانین ہیں ان کی پابندی کرو۔ اور آج یہی خوبی جماعت احمدیہ کی ہے کہ دنیا میں کہیں بھی چلے جائیں، آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوسو کے قریب ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی ہے اور یہ خوبی ہے ہر ملک کے ہر قوم کے احمدی کی کہ وہ ہمیشہ قانون کا پابند رہا ہے کیونکہ اسلام نے اس کو یہی سکھایا ہے کہ تم نے حکومت وقت کی پابندی کرنی ہے سوائے ایک بات کے، جہاں تمہیں وہ خدا کی عبادت کرنے سے روکیں وہاں یہ تمہارا مذہب، اپنے دل کا اور خدا کا معاملہ ہے۔ وہاں تم نے اپنے مذہب کی پابندی کرتے ہوئے اللہ کا حق ادا کرنا ہے کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے لیکن اس حق کے ادا کرنے کے ساتھ ساتھ تم نے بندوں کے حق بھی ادا کرنے ہیں اور قانون کی پابندی کرنی ہے۔ سوائے جیسا کہ میں نے کہا کہ اگر کوئی قانون یہ روکتا ہے جس طرح کہ بعض ملکوں میں احمدیوں پر پابندیاں ہیں کہ نمازیں نہیں پڑھنی، مسجد میں نہیں جانا، مسجد کو مسجد نہیں کہنا۔ وہاں ہم صرف اس حد تک قانون کی پابندی نہیں کرتے کہ ہم نمازیں پڑھتے ہیں، خدا کو مانتے ہیں، اس کے آگے جھکتے ہیں لیکن جہاں تک باقی قوانین ہیں ملک کے، باوجود اس کے کہ ظالمانہ قوانین ہیں احمدی ان ظالمانہ قوانین کی بھی پابندی کرتے ہیں۔ اور یہ خوبصورتی ہے دنیا میں ہر جگہ احمدی کی اور ہر قوم کے احمدی کی۔ اور میں ہر جگہ یہ مثال دیا کرتا ہوں کہ احمدی ہمیشہ قانون کا پابند ہے، ملکی قانون کا پابند ہے اور رہے گا اور یہی اس کی خوبصورتی ہے اور اگر وہ نہ ہو تو جماعت خود اس کے خلاف ایکشن لیتی ہے۔ خلیفہ وقت خود اس کے خلاف ایکشن لیتا ہے۔

پس یہ ایک ایسی خوبصورت تعلیم ہے اسلام کی جس کا کوئی مقابلہ نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے کہ تمہارے وطن کی محبت تمہارے ایمان کا حصہ ہے۔ اور محبت اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے جب اس ملک کے قوانین کی پابندی کی جارہی ہو۔ پس ہم وہ شہری ہیں اس ملک کے، اس شہر کے جنہوں نے ہر حال میں قوانین کی پابندی کرنی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے اور جب یہ مسجد بنے گی تو جیسا کہ میں نے کہا کہ میئر صاحبہ کو بھی پتہ چلے گا، علاقہ کے لوگوں کو بھی پتہ چلے گا کیونکہ اس خوبصورتی سے ہم قوانین کی پابندی کرنے والے ہیں بلکہ اس کا اظہار نکھر کر اور خوبصورت بن کر سامنے آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ جلد اس کی بنیاد کی اجازت مل جائے اور مسجد کی تعمیر ہو اور تعمیر مکمل ہو کر افتتاح بھی اس کا جلدی ہو تا کہ اس علاقہ میں اسلام کا اور احمدیت کا نام ایک خوبصورت سمبل (Symbol) کے طور پر ابھرے۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور فرمایا: اس کے بعد پھر اب تقریب ہو گی سنگ بنیاد کی، وہاں چلیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب بارہ بج کر 35 منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اُس جگہ تشریف لے گئے جہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصالِحُ العَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 168

مکرم بوزید یزید صاحب

مکرم بوزید یزید صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

میرا تعلق الجزائر سے ہے اور کئی سالوں سے اٹلی میں رہائش پذیر ہوں۔میری عمر 46 سال ہے اور شادی شدہ ہوں اور اولاد کی نعمت عطا ہونے کے لئے دعا گو ہوں۔

میری پیدائش ایک مسلمان و متدین گھرانے میں ہوئی جو صوم و صلوٰۃ اور حجاب وغیرہ جیسی اسلامی تعلیمات پر سختی سے کاربند تھا۔مَیں شروع سے ہی مسجد جانے اور دیگر نیک کاموں میں حصہ لینے کا عادی تھا۔

تکفیری جماعت سے وابستگی

جب میری عمر 18 یا 19 سال ہوئی تو مَیں نے تکفیری جماعت میں شرکت اختیار کرلی۔اس جماعت میں شمولیت کے ساتھ ہی مَیں نے مسجد جانا بند کر دیا کیوں کہ جو تکفیری سوچ سے اختلاف رکھتا ہے وہ مجھے بتائے گئے عقیدہ کے مطابق کافر تھا جس کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی تھی۔لہذا مَیں نے عزلت کی زندگی بسر کرنی شروع کردی۔پھر میرے اس رویّہ کی تصدیق میں مجھے ابن تیمیہ، سید قطب اور مودودی کی کتب سے بہت کچھ دلائل مل گئے۔میرے خیال میں اس بارہ میں سب سے خطرناک کتاب "معالم فی الطریق" ہے جو سید قطب کی تالیف ہے۔لہذا ان خیالات کی وجہ سے اور درست اسلامی تعلیمات سے لاعلمی کی بنا پر میں نے اپنے گھر والوں اور احباب سب کو کافر قرار دے دیا تھا۔

علاوہ ازیں جہاد کی ایک عجیب تعریف میرے ذہن میں پیدا ہوگئی تھی جس کی بنا پر مَیں نے ایک دفعہ ارادہ کیا کہ افغانستان جاکر جہاد میں شامل ہو جاؤں۔لیکن ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔آج کل یہ سوچ کر بھی شرمندگی ہوتی ہے کہ متشددانہ سوچ میں مَیں کہاں تک پہنچ گیا تھا۔

{جماعت احمدیہ کو غیر احمدی مسلمانوں نے اپنی مسجدوں سے نکالا، کفر کے فتوے لگائے، بُرے سے بُرے نام رکھے بالآخر جماعت مجبور ہوگئی کہ کلمہ گو کو کافر کہنے والے کو حدیث نبوی کے مطابق آئینہ دکھایا جائے۔اور جو فتویٰ دیا وہ نہ صرف یہ کہ عین قرآن و سنت کے مطابق تھا بلکہ وہی فتویٰ تھا جو تمام فرقے اس مسیح موعود و مہدیؑ کے منکر پر لگاتے ہیں جس کی خبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو عطا فرمائی ہے۔اس کے باوجود آئے دن شور وغوغا اٹھتا ہے کہ تم دوسروں کو کافر کہتے ہو اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، حالانکہ نہیں سوچتے کہ مسیح موعود کے منکر کے بارہ میں ان کا اپنا بھی یہی فتویٰ ہے۔پس ہم جبکہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو وہی مسیح موعود و مہدی مانتے ہیں جس کی بشارت ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی تھی تو پھر اس کے منکر پر وہی فتوی لگے گا جس کے غیر احمدی بھی قائل ہیں۔ہم اس فتویٰ میں اسی حد تک ہی محدود رہے ہیں جس کی پابند ہمیں شریعت کرتی ہے۔لہذا ہم کسی کلمہ گو کو غیر مسلم نہیں کہتے، ہاں چونکہ وہ مسیح موعود علیہ السلام کے مومن نہیں ہیں اور چونکہ شریعت کے احکام کی بنا ظاہر پر ہے اس لئے ظاہری حالت کی وجہ سے وہ ملتِ اسلامیہ کے وسیع تر دائرہ میں رہتے ہوئے انکارِ مامور کی وجہ سے کافر کہلائیں گے جبکہ آخرت کے حساب کتاب کے بارہ میں ہمیں کوئی خبر نہیں، نہ ہی ہم اس کے بارہ میں کوئی فتویٰ دیتے ہیں۔ہاں جن پر اتمام حجت اس طرح ہو چکا ہو کہ سچ کو پہچاننے کے بعد بھی ہٹ دھرمی اور تکبر سے اس کا انکار کریں تو ایسے لوگ بہر حال قابل مؤاخذہ ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مامور من اللہ کو پہچاننے کے بعد اس کا انکار کر دیا ہے۔

اس کے برعکس تکفیری جماعت والے کسی امام کو ماننے کی وجہ سے اپنے مخالفین کو کافر نہیں قرار دیتے بلکہ صرف اپنے ذاتی بنائے ہوئے عقیدہ کی بنا پر ہر ایک کو محض اس لئے کافر سمجھتے ہیں کہ وہ ان کا ہم خیال نہیں ہے۔پھر ان تکفیری جماعت والوں کے آپس کے اختلافات کی بنا پر آگے کئی جماعتیں بنی ہوئی ہیں اور ان کا بھی آپس میں یہی مذکورہ موقف ہے۔اسی طرح دیگر فرقوں کی تکفیر بازی اس کے سوا ہے۔لیکن باوجود اس آپس کی تکفیر بازی کے یہ سب متفقہ طور پر جب یہ اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اجتماعی فتویٰ یہ ہے کہ تمام فرقوں میں سے صرف اور صرف جماعت احمدیہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے تو دراصل رسول کریم کی وہ حدیث پوری کررہے ہوتے ہیں جس میں آپ نے 72 فرقے ایک طرف اور ایک ناجی فرقے کو ایک طرف کر کے بتایا ہے کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کے نقش قدم پر ہوگا۔یعنی ان کا ایک امام ہوگا جس کے ہاتھ پر وہ جمع ہوں گے۔اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ان صفات کی حامل صرف اور صرف جماعت احمدیہ ہے۔ندیم}

مکرم بوزید یزید صاحب کہتے ہیں کہ:

"گو مَیں دس سال تک تکفیری طرز فکر کے ساتھ منسلک رہا لیکن سوائے تکفیر کے فتاویٰ اور عزلت پسندی کے کسی کو کوئی اور ایذا نہیں پہنچائی۔

دس سال کے بعد مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ تکفیری جماعت کے ساتھ میرا سفر غلط جہت میں ہے۔لہذا مَیں نے اسے چھوڑ دیا اور متعدد سالوں تک دین سے اس قدر دُور رہا کہ نماز تک چھوڑ دی۔پھر اٹلی پہنچنے کے بعد مَیں نے دوبارہ نماز کا التزام کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا اور پھر ایک لمبا عرصہ اسی جہالت کی حالت میں گزار دیا حتی کہ میرا جماعت احمدیہ کے ساتھ تعارف ہوگیا"۔

مسیح و دجال کے بارہ میں تصور

مَیں عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کا منتظر تھا کیونکہ میرا ایمان تھا کہ انہوں نے ہی آکر شریعت کا نفاذ کرنا ہے اور یہودیوں کو فلسطین سے نکالنا ہے۔دجال کے بارہ میں مَیں ہمیشہ دعا کرتا تھا کہ کاش مَیں وہ نوجوان بنوں جسے احادیث کے مطابق دجال بلائے گا اور دو ٹکڑے کرکے پھر کہے گا کہ اٹھ تو وہ ہنستا ہوا اٹھ کھڑا ہوگا اور اٹھنے کے ساتھ ہی جان لے گا کہ میرے ساتھ یہ سلوک دجّال نے کیا ہے۔

علاوہ ازیں مجھے دجّال اور خروج الدابہ اور یاجوج و ماجوج کے بارہ میں مروجہ دیومالائی قصے کہانیاں بہت پسند تھیں اور مَیں اکثر ان امور پر مشتمل کتب پڑھتا رہتا تھا۔

جماعت سے تعارف اور بیعت

ایک دن مَیں ٹی وی کے سامنے بیٹھا مختلف چینل بدل رہا تھا کہ ایم ٹی اے لگ گیا۔جس پر اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دیکھا، آپ اُردو میں کچھ فرما رہے تھے جو مجھے سمجھ نہ آیا اور شاید ایک منٹ تک دیکھنے کے بعد مَیں نے چینل بدل دیا۔

کچھ دنوں کے بعد میری اپنے ایک پاکستانی دوست کے ساتھ ملاقات ہوئی تو مختلف ٹی وی چینلز کے بارہ میں بات چل نکلی۔مَیں نے اسے کہا کہ آپ کے پاکستانی یا انڈین مسلمانوں کا ایک وہ چینل بھی تو ہے جس پر اکثر ایک پگڑی والے بزرگ کچھ کہہ رہے ہوتے ہیں۔اس پاکستانی نے یہ سنتے ہی بشدت کہنا شروع کر دیا نہیں نہیں، وہ لوگ مسلمان نہیں ہیں اور ان سے بچ کے رہیں۔لہذا مَیں نے اس نصیحت پر عمل کیا اور آئندہ اس بارہ میں سوچنا بھی چھوڑ دیا۔

کافی دن گزرنے کے بعد ایک دن پھر ایسا ہوا کہ مَیں ٹی وی کے سامنے بیٹھا بعض چینل تلاش کررہا تھا کہ ایم ٹی اے لگ گیا جس پر اس وقت عربی پروگرام "اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر" لگا ہوا تھا۔اور جس بات نے مجھے ٹھہرنے پر مجبور کردیا وہ یہ تھی کہ اس وقت اس پروگرام میں وفاتِ مسیح علیہ السلام کے دلائل دیئے جارہے تھے۔جب مَیں ٹھہرا اور کچھ سنا تو میرے ہوش اڑ گئے۔میرے تمام خیالات درہم برہم ہوکر رہ گئے۔پروگرام میں بتایا گیا تھا کہ جماعت کے عقائد کے بارہ میں مزید تحقیق کے لئے ایک ویب سائٹ بھی ہے۔میرے پاس اس وقت کمپیوٹر نہ تھا، لیکن مَیں نے صرف اس غرض کیلئے ہفتے کے اندر اندر کمپیوٹر خریدا اور جب جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ پر موجود مواد کا مطالعہ شروع کیا تو دیکھا کہ یہ تو جہان ہی اور ہے جس کے بارہ میں مَیں بالکل ہی لاعلم تھا۔اور خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو مجھے ذاتی کوشش سے اس حقیقی اسلام تک رسائی شاید ممکن نہ ہوتی۔

ایک ہفتہ کی تحقیق کے بعد ہی سچائی میرے دل میں گھر کرگئی اور مَیں نے 12/اپریل 2008ء کو بیعت کا خط لکھ دیا۔گو کہ بعض امور کی سمجھ مجھے اس وقت نہ آئی لیکن مَیں نے فیصلہ کیا کہ جب بڑے بڑے امور کے بارہ میں جماعت کی رائے نہایت وقیع اور معقول اور شریعت کے مطابق ہے تو مجھے سمجھ نہ آنے والے امور میں بھی یہ لوگ سچے ہی ہوں گے، پھر بھی ان امور کے بارہ میں مَیں بعد میں تحقیق ضرور کروں گا تاہم اب بیعت کو مزید مؤخر نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر اور عربی ویب سائٹ سے مجھے مختلف امور اور عقائد و تفسیرات کو سمجھنے میں کافی مدد ملی۔ازاں بعد مَیں نے لندن میں رابطہ کیا تو مکرم کمال الجزائری صاحب نے مجھے کچھ کتب ارسال کیں۔اور انہی کے ذریعہ تقریباً چھ ماہ کے بعد میرا جماعت احمدیہ اٹلی سے رابطہ ہوگیا۔یوں بے شمار نئے برادران اور نئے وسیع تر خاندان کے ساتھ میری زندگی کا ایک نیا باب شروع ہوا۔

پندرہ سالہ رؤیا

مَیں گزشتہ پندرہ سال سے تقریباً ہر ماہ یا ہر دو ماہ کے بعد ایک ہی رؤیا مسلسل دیکھ رہا تھا جس میں مَیں لوگوں کا ایک گروہ دیکھتا تھا جن کے سر پر پگڑیاں ہوتی تھیں لیکن گذشتہ پندرہ سالوں میں مَیں انہیں دور سے ہی دیکھتا تھا اور کبھی ان سے بات نہ ہوئی اور ہر بار وہ تیزی سے گزر جاتے تھے۔اس خواب کے بارہ میں میری رائے تھی کہ شاید یہ افغان مجاہدین ہیں۔

بیعت کے چار ماہ بعد مَیں نے یہی رؤیا دوبارہ دیکھا تو یہ لوگ میرے قریب آئے اور مَیں نے پہلی دفعہ ان لوگوں سے مصافحہ کیا۔ان میں سے ایک نے کہا کہ دیکھو ہم وہ جنگ و جدال کرنے والے نہیں ہیں۔صبح ہوتے ہی مَیں سمجھ گیا کہ یہ تو جماعت احمدیہ کے درویش تھے، اور مَیں بیعت کے بعد جن سے آملا ہوں کیونکہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو جنگ و جدال کی بجائے صلح و آشتی اور امن و امان کی تعلیم دیتی ہے۔

عجیب بات یہ ہے کہ 2008ء کے بعد سے آج تک پھر دوبارہ مَیں نے یہ رؤیا نہیں دیکھا۔

بروقت نماز کی پابندی کرو

ایک دن مَیں اپنی ایمانی حالت پر غور کررہا تھا کہ وہ کس قدر کمزور ہے۔لہذا مَیں نے کئی دوستوں کو بھی دعا کے لئے کہا۔اسی رات مَیں نے کسی کی آواز سنی کہ "عَلَیْکَ بِالصَّلاۃِ فِی وَقْتِھا" یعنی تمہیں بروقت نماز کی پابندی کرنی چاہئے۔

خلیفۂ وقت سے پہلی ملاقات

جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اٹلی کا دورہ فرمایا تو ایک عجیب روحانی فضا اور ماحول تھا۔حضور انور کی آمد سے قبل ہی احباب جماعت بہت زیادہ پرجوش اور جذباتی تھے۔مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض امور کی تیاری میں حصہ لینے کا بھی موقعہ ملا نیز ایک دن کے لئے حضور انور کی موجودگی میں اذان دینے اور اقامت کہنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔اور بالآخر وہ وقت بھی آ گیا جب ہم اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ خلیفۂ وقت سے ملاقات کرنے والے تھے۔میری بیوی نے عیسائیت سے احمدیت قبول کی تھی جس کے بعد خدا کے فضل سے اس میں ایک مثالی تبدیلی آئی۔یہ میری بیوی کی بھی خلیفۂ وقت سے پہلی ملاقات تھی اور وہ انتظارگاہ میں بیٹھی زار و قطار روئے جاری تھی۔پھر جب ہماری باری آئی اور ہم دید کی تڑپ اور لقاء کا شوق لئے اشکوں کے موتی جذبات کے تاگوں میں پروئے لرزتے قدموں کے ساتھ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی برکت مجلس میں حاضر ہوئے تو مجھے یقین نہیں آتا تھا کہ یہ خواب ہے یا حقیقت کہ مَیں حضرت امام مہدی علیہ السلام کے خلیفہ کے سامنے ہوں اور اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہا ہوں۔مَیں ایک نورانی چہرے کے سامنے تھا۔پھر قسمت مجھ پر اتنی مہربان ہوئی کہ مجھے حضور انور کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر بوسہ کی سعادت بھی مل گئی۔ملاقات کے شروع میں تو حضور انور کے ہر سوال کا جواب ہم نے بزبانِ اشکِ رواں ہی دیا، اور ہونٹ کپکپائے ضرور لیکن کسی لفظ یا جملہ کی تخلیق سے عاجز رہے۔ازاں بعد جب کسی قدر ہوش آیا تو بعض سوالوں کا مختصر اور ٹوٹے پھوٹے فقرات میں جواب دینے کی بھی

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

مَیں نے ان کی اہلیہ کو دیکھا تو انہوں نے پاکستانی برقعہ پہنا ہوا تھا، یہ دیکھتے ہی مجھے ایسا لگا جیسے مَیں نے انہیں پہلے بھی دیکھا ہے۔ پھر کچھ دیر کے بعد مجھے اپنا ایک رؤیا یاد آ گیا جس نے ساری بات واضح کردی۔

اوائل نوجوانی کے ایام میں جب مَیں مختلف دینی امور کے بارہ میں سوچتی تو کسی ایسے نتیجہ پر نہ پہنچ پاتی تھی جو دل کو مطمئن کرنے والا ہو۔ ایک دفعہ قیامت کے بارہ میں غور کرتی ہوئی سوئی تو خواب میں دیکھا کہ سخت گھبراہٹ کا عالم ہے اور ہمارے گھر کے سامنے والی بڑی سڑک پر لوگ افراتفری میں بھاگے چلے جارہے ہیں۔ مَیں نے بھی ان کے ساتھ کسی نامعلوم مقام کی طرف بھاگنے کی کوشش کی لیکن ''عبدالسلام'' نامی ایک دیوہیکل شخص نے مجھے روک لیا اور کہا: تم یہاں ان لوگوں کے ساتھ ٹھہر جاؤ۔ مَیں نے مڑکر دیکھا تو وہ عورتیں تھیں جنہوں نے ایسے برقعے پہنے ہوئے تھے جو ہماری مراکشی ''جلّابہ'' سے مختلف تھے۔ چنانچہ مَیں ان کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔

جب مَیں نے مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب کی اہلیہ کو دیکھا تو انہوں نے بالکل ویسا ہی برقعہ پہنا تھا جیسا مَیں نے خواب میں ان خواتین کو پہنے ہوئے دیکھا تھا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے ایسی احمدی خواتین کے ساتھ ملا دیا جن کو مَیں نے کئی سال قبل رؤیا میں دیکھا تھا۔ فالحمدللہ۔

خلیفہء وقت سے پہلی ملاقات

2000ء کے جلسہ سالانہ جرمنی کے موقعہ پر ہماری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ پہلی ملاقات ہوئی۔ گو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ میری یہ اکلوتی ہی ملاقات ہوئی لیکن اس کی یادیں دماغ میں ابھی تک نقش ہیں۔ اس دن کی ملاقاتوں میں ہمارا نام آخر پر تھا۔ ہماری باری آنے پر جب ہم حضور انور کے دفتر میں داخل ہوئے تو مجھے ایک بہت ہی روشن نور دکھائی دیا۔ مَیں نے سمجھا شاید کمرے میں لگی ہوئی بجلی کی روشنی تیز ہے یا شاید کوئی کھڑکی کھلی ہے جہاں سے اتنی تیز لائٹ کمرے میں داخل ہورہی ہے، جب میرے خاوند نے بڑھ کر حضور انور سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کیا تو اسی اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ نہ تو یہ روشنی ٹیوب لائیٹ یا بلب کی ہے نہ ہی کھڑکی کھلی تھی کہ باہر سے کسی چیز کی روشنی آتی بلکہ یہ روشنی کچھ اور ہی رنگ رکھتی تھی۔ پھر جب مَیں نے ایک نظر حضور انور کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں کیونکہ اس وقت مَیں نے دیکھا کہ وہ نور حضور انور کے چہرہ مبارک سے نکل رہا تھا۔ یہ ایک عجیب نظارہ تھا جس نے حضور انور کی محبت میرے دل میں راسخ کردی۔ اور یہ ایسا نظارہ تھا کہ جسے اس ملاقات میں صرف میں نے ہی دیکھا تھا۔ جب حضور انور کی وفات ہوئی تو میرے لئے یہ صدمہ نہایت جانکاہ تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خلعت خلافت پہنائی تو ان کے لئے وہی محبت دل میں ڈال دی جو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے تھی۔

اُردو زبان کی اہمیت

مَیں جب خطبہ جمعہ سنتی تو مجھے اُردو کی کچھ سمجھ نہ آتی۔ لیکن اگر ترجمہ سنتی تو خلیفۂ وقت کی آواز کی حلاوت سے محرومی کا احساس دامنگیر رہتا۔ اس بات کا میرے دل پر بہت اثر ہوا اور مَیں نے فیصلہ کیا کہ جب خطبہ جمعہ لائیو آ رہا ہوگا تو مَیں خلیفۂ وقت کی آواز میں ہی خطبہ جمعہ سنوں گی خواہ مجھے سمجھ آئے یا نہ آئے۔ اور بعد میں دوسری دفعہ جب خطبہ نشر ہوگا تو ترجمہ سن لیا کروں گی۔ اسی طرح مَیں نے اردو کلاس بھی باقاعدگی سے سننی اور دیکھنی شروع کردی۔

اسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سپین کے پہلے دورہ پر تشریف لائے۔ اس موقعہ پر لجنہ کی عہدیدار ممبرات کی حضور انور نے میٹنگ بلائی اور اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔ لیکن مجھے اس مجلس میں کسی ترجمان کی مدد لینی پڑی۔ مَیں نے یہاں پر ہی عہد کیا کہ اگلی دفعہ جب حضور انور تشریف لائیں گے تو مَیں حضور انور سے اُردو میں ہی بات کروں گی۔

دوسری دفعہ حضور انور اپریل 2010ء میں سپین کے دورہ کے لئے تشریف لائے تو اس سے چند ماہ قبل ہی میرے خاوند کی وفات ہو چکی تھی۔ لہذا مَیں نے حضور انور سے اپنی دو چھوٹی بچیوں کے ساتھ ہی ملاقات کی اور الحمدللہ اُردو میں ہی بات کی۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ مجھے اُردو کی اچھی طرح سمجھ بھی آ جاتی ہے اور بول بھی سکتی ہوں۔

مَیں اردو زبان سیکھنے پر مندرجہ ذیل امور کی بنا پر زور دیتی ہوں:

1۔ یہ اس زمانے کے امام کی زبان ہے۔

2۔ ابھی تک جماعتی لٹریچر کی مرکزی زبان یہی اردو ہے۔

3۔ یہ خلیفۂ وقت کی زبان ہے۔

4۔ اس میں احترام ووقار کے ایسے الفاظ ہیں جو دیگر زبانوں میں بہت کم ہیں مثلاً بچوں کو مخاطب کرتے وقت ''آپ'' کہہ کر بلانا جیسے پیارے بھرے کلمات دیگر زبانوں میں مفقود ہیں۔

سب سے اہم درس

یوں تو احمدیت میں داخل ہونے کے بعد میری دنیا ہی بدل گئی۔ اسلامی علوم، اخلاق، اور ہر سوال کا قرآن وسنت کی روشنی میں مطمئن کرنے والا جواب صرف احمدیت کے پاس ہے۔ لیکن میرے نزدیک سب سے اہم چیز جو مَیں نے سیکھی وہ دعا ہے۔ مَیں بھی اوروں کی طرح سمجھتی تھی کہ اب خدا دعائیں نہیں سنتا یا بہت دور ہو گیا ہے جہاں تک پہنچنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ لیکن احمدیت میں آ کر مَیں نے ذاتی تجربہ سے محسوس کرلیا کہ وہ اب بھی جواب دیتا ہے اور اب بھی اپنے بندے کی پکار سنتا ہے اور سمیع ومجیب ہے۔ آتے جاتے، عام ملاقاتوں میں احباب جماعت کا ایک دوسرے کو دعا کے لئے کہنا ایک ایسا امر ہے جو احمدیوں کے رگ وریشہ میں سرایت کر چکا ہے۔ اور یہ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے کہ ان کا تعلق ایک زندہ سمیع ومجیب خدا کے ساتھ تعلق قائم ہے۔

(باقی آئندہ)

''دینے والا دے رہا ہے''

دینے والا دے رہا ہے وہ کبھی تھکتا نہیں
تنگ دامانی کا شکوہ مَیں کبھی کرتا نہیں
عشق اک اعلیٰ اکائی ، اس کی شاخیں بے شمار
کون ہے جو اس کے سایہ میں کبھی بیٹھا نہیں
نیند تو بَس رات بھر کی نیند ہے پھر جاگئے
رات کا جاگا بھی پورے دن کو تو سوتا نہیں
موت کو محسوس سب کرتے ہیں اپنے آس پاس
زندگی اور موت میں کچھ فاصلہ ہوتا نہیں
آنسوؤں سے دامنِ عصیان دھونے کی سعی
ہر کوئی کرتا تو ہے پر ہر کوئی کرتا نہیں
کچھ نصیبوں کا لکھا مجھ پر بھی سایہ کر گیا
میرا کہنا تھا کہ میں حالات سے ڈرتا نہیں
بے گماں ہر گود ماں کی ، عافیت کا اک حصار
دیر تک اس عافیت میں ہر کوئی رہتا نہیں
لب پہ اک مسکان آنکھیں آنسوؤں سے تر سدا
اس سے آگے اب نظر میں کوئی بھی جچتا نہیں
روشنی اور دھوپ کہئے ماہتاب و آفتاب
کچھ اندھیرا آس پاس اس کے کبھی دیکھا نہیں
چاندنی کا عکس اس کی آنکھ کی پتلی میں ہے
کور آنکھوں نے مگر اس آنکھ میں جھانکا نہیں
میں کہوں یا نہ کہوں ، وہ جانتا ہے میرا حال
اس کو سب معلوم ہے ، اس سے کوئی پردہ نہیں
گردش حالات کے ہاتھوں سبھی مجبور ہیں
ورنہ اپنوں سے کوئی یُوں بے رخی کرتا نہیں
ہاتھ بہتے پانیوں سے دھو بھی عظمتؔ لیجئے
زندگی بھر چشمۂ صافی سدا بہتا نہیں

(فہمیدہ منیؔر)

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 29/دسمبر 1954ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا: ''......اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے''۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت
برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666   02086 721 738

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

خطبہ جمعہ

اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ سے ہدایت پا کر آپ کی جماعت کے افراد ہی ہیں جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اس کی تمام دینوں پر برتری ثابت کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے چاہے افریقہ ہو، یورپ ہو یا امریکہ ہو یا دنیا کا کوئی بھی علاقہ ہو اسلام کے دفاع کے لئے، نہ صرف دفاع کے لئے بلکہ اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے احمدی سب سے آگے بے دھڑک کھڑا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے رسول کی لاج رکھی ہے، اُس کے ناموس کی حفاظت کی ہے، آج بھی کرے گا انشاء اللہ۔ ہم کوئی طاقت نہیں رکھتے، نہ ہم کوئی دنیاوی حربہ استعمال کریں گے لیکن جن کے دل زخمی کئے جائیں اُن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیتی ہیں اور یہاں تو پھر سوال اللہ تعالیٰ کے حبیب کا ہے۔ یہاں تو ہماری دعاؤں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی غیرت خود وہ کام دکھائے گی کہ ایسے گھٹیا لوگوں کی خاک کے ذرے بھی نظر نہیں آئیں گے۔

(ہالینڈ کے معروف دشمنِ اسلام کے حوالہ سے زبردست انذار)

دنیا میں امن، محبت، بھائی چارے کو قائم کرنے والوں کی تلاش کریں اور پھر انہیں دنیا میں فساد پیدا کرنے والوں سے ہوشیار کریں۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی عزت کرنے والوں کو جمع کر کے دنیا میں امن قائم کرنے کی مہم چلائیں۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے کوئی کام دعاؤں کے بغیر نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔

جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نظارے دکھا رہا ہے، خود سعید فطرت انسانوں کی دنیا میں ہر جگہ رہنمائی فرما رہا ہے اور گھیر گھیر کر جماعت میں شامل کر رہا ہے جو مسیح محمدی کو پہچان کر اُس سے ایک پختہ تعلق جوڑ رہے ہیں تو پھر ہمیں ان مخالفینِ احمدیت کی روکوں اور مخالفتوں اور گالیوں سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

(سچی خوابوں اور رؤیا و کشوف کے ذریعہ احمدیت کی سچائی کی طرف لوگوں کی ہدایت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 14 اکتوبر 2011ء بمطابق 14 اخاء 1390 ہجری شمسی بمقام مسجد نور۔ ننسپیٹ ہالینڈ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ إِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

یہ زمانہ جس میں سے ہم گزر رہے ہیں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا زمانہ ہے۔ وہ زمانہ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے اسلام کی برتری تمام دینوں پر ثابت کرنی ہے۔ اور ہم احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس یقین پر قائم ہیں کہ خدا تعالیٰ ہر لحاظ سے اسلام کی برتری تمام ادیان پر ثابت کر رہا ہے اور عیسائیت کے خاص طور پر بندے کو خدا بنانے کے عقیدے کے خلاف جس طرح جماعت احمدیہ کھڑی ہے اُن دلائل و براہین کے ساتھ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں عطا فرمائے اور اُن آسمانی تائیدات کے ساتھ جو خدا تعالیٰ ہر دم دکھا رہا ہے کوئی اور مسلمان فرقہ اس کا کروڑواں حصہ بھی مقابل کے سامنے پیش نہیں کر رہا اور نہ ہی کر سکتا ہے کیونکہ اس زمانے میں یہ کام اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی اور اُس کی جماعت سے ہی لینا تھا اور لے رہا ہے۔ عیسائی دنیا ہے تو وہ اس بات کا اعتراف کر رہی ہے اور سعید فطرت مسلمان ہیں تو وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ راہِ ہدایت جو ہے وہ احمدیت میں ہی ہے اور اس سے راہِ ہدایت پا رہے ہیں۔ اُن سعید فطرت لوگوں کو اس بات پر یقین ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے ہی ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب آج سے ساٹھ ستر سال پہلے افریقہ میں عیسائی پادری یہ نعرے لگا رہے تھے کہ عنقریب تمام افریقہ عیسائیت کی جھولی میں آ کر خدا کے بیٹے کی خدائی کو تسلیم کرنے والا ہے اور تقریباً آج سے ایک سو بیس تیس سال پہلے تک عیسائی مشنری ہندوستان کے بارے میں بھی یہ اعلان کر رہے تھے کہ عیسائیت کا ہندوستان میں جلد غلبہ ہونے والا ہے لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بندے کو خدا بنانے کے نظریے کو خود اُن کی اپنی کتاب اور عقلی دلائل سے باطل کیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مسلمان جو عیسائیت کی جھولی میں گرنے والے تھے یا عیسائیت کو اسلام سے بہتر سمجھتے تھے ہوش میں آنے لگے اور اُس جھوٹے نظریے کو اختیار کرنے سے بچ گئے۔ ایک بہت بڑی روک اور دیوار تھی جو آپؑ نے کھڑی کر کے خدائے واحد کی وحدانیت اور اسلام کی سچائی اور برتری دنیا پر ثابت کر دی۔ اسی طرح افریقہ میں جماعت احمدیہ کے مبلغین نے اسلام کی تبلیغ کر کے تثلیث کے غلط نظریے کی حقیقت کھول کر عیسائی مشنریوں کے سامنے ایک روک کھڑی کر دی جس کا انہیں برملا اظہار کرنا پڑا کہ احمدی ہمارے سامنے روکیں کھڑی کر رہے ہیں۔ لیکن اسلام کے اس جری اللہ اور اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے کے کام کو دیکھنے کے باوجود مسلمانوں کی اکثریت نے بجائے خوشی سے اچھلنے اور آپؑ کی جماعت میں شامل ہونے کے آپ کے خلاف بغض، عناد اور کینہ کا وہ بازار گرم کیا کہ اَلْاَمَان وَالْحَفِيْظ۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے تو بہرحال اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کا ساتھ دینا ہے اور دے رہی ہے۔ سعید فطرت لوگ آہستہ آہستہ مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہوتے رہے ہیں اور ہو رہے ہیں لیکن اکثریت نام نہاد مُلّاؤں کے خوف اور علم کی کمی کی وجہ سے مخالفت پر کمربستہ ہے اور ہر روز کوئی نہ کوئی مخالفانہ کارروائی مسلمان کہلانے والے ملکوں اور خاص طور پر پاکستان میں احمدیت کے خلاف ہوتی رہتی ہے۔ بعض ٹی وی چینل بھی اس میں پیش پیش ہیں جو یورپ اور دنیا میں سنے جاتے ہیں، جو کم علم مسلمانوں کے غلط رنگ میں جذبات بھڑکا کر احمدیت کے خلاف اُکساتے رہتے ہیں۔ بعض ٹی وی چینل اپنی پالیسی کے مطابق اس کی اجازت نہیں دیتے تو کسی رفاہی کام کے بہانے وقت خرید کر یہ شدت پسند لوگ اور فساد پیدا کرنے والے لوگ اس پر بھی کسی نہ کسی بہانے سے اعلان کر دیتے ہیں کہ احمدی واجب القتل ہیں۔ گزشتہ دنوں ایسے ہی ایک چینل پر یہاں یورپ میں ایک مولوی نے یہ اعلان کیا لیکن بہرحال جب چینل کے مالک سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے معذرت کی اور آئندہ اس مولوی کو اپنے چینل پر نہ آنے کی یقین دہانی کروائی۔ لیکن بہرحال ان بدفطرتوں نے اسلام، ناموسِ رسالت اور ختمِ نبوت کے نام پر کم علم مسلمانوں کے جذبات کو انگیخت کرنے کا کام سنبھالا ہوا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اسلام کی تبلیغ اور برتری ثابت کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام دنیا پر واضح کرنے کے لئے جو کوشش جماعت احمدیہ کر رہی ہے اُس کا اعتراف تو خود اسلام مخالف قوتیں اور مشنری بھی کر رہے ہیں۔ یہ جو مسلمان کہلانے والے اور پھر احمدیوں پر اعتراض کرنے والے ہیں ان لوگوں کو تو اتنی توفیق بھی نہیں ہے کہ اسلام کی تبلیغ کے لئے چند روپے خرچ کر دیں۔ ہاں ملک کی دولت لوٹنے کی ہر ایک کو فکر ہے۔ آج اسلام اور ناموسِ رسالت کے نام پر جو کچھ ملک میں ہو رہا ہے، جو ملک میں دہشت گردی

پھیلی ہوئی ہے اُس نے ہر شریف النفس کو بے چین کر دیا ہے۔ کوئی جان بھی محفوظ نہیں ہے۔ احمدیوں کے خلاف تو یہ شدت پسندی ہے ہی اور احمدیوں کو اس کی ایک عادت پڑ چکی ہے۔ میں کئی دفعہ اس کا اظہار کر چکا ہوں لیکن خود پاکستان کا کوئی شہری بھی اس سے محفوظ نہیں ہے۔ سوچتے نہیں کہ ایک طرف لاقانونیت ہے، ملک میں فساد پھیلا ہوا ہے، کوئی حکومت نہیں ہے اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی آفات نے ملک کو گھیرا ہوا ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے؟ قوم کس طرف جا رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ کس انجام کی طرف ان کو لے کر جا رہا ہے اور کیا انجام ان کا ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی ان کو عقل دے کہ یہ سوچیں اور سمجھیں۔

جہاں تک احمدیوں کا سوال ہے وہ تو ملک کے وفادار ہونے کی وجہ سے باوجود اس کے کہ اُن پر قانوناً بعض تنگیاں وارد کی جا رہی ہیں، اور تنگ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے، یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ملک کو ہر طرح کی تباہی سے بچائے۔

گزشتہ خطبہ میں جب مَیں نے دعا کی تحریک کی تھی اور روزہ رکھنے کا بھی کہا تھا تو اس بارے میں یہ کہا تھا کہ ایک نفلی روزہ ہر ہفتہ رکھیں تو ضمناً بتا دوں کہ مناسب ہو گا کہ جماعتی طور پر ایک ہی دن روزہ رکھا جائے۔ ہر مقامی جماعت اپنے طور پر بھی فیصلہ کر سکتی ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ پھر مقامی جماعت میں بھی ایک فیصلہ ہو۔ پیر یا جمعرات کا دن رکھ لیا جائے۔ یہی پاکستان کے احمدیوں کو مَیں نے کہا تھا۔ بہر حال جو مَیں نے تحریک کی تھی اس پر جماعت کو بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس دعا کی تحریک میں بھی جہاں مَیں نے جماعت کو ان دشمنوں اور دشمنیوں اور ظالموں اور ظلموں سے بچنے کے لئے کہا تھا وہاں ملک کو بھی ان سے پاک کرنے کے لئے کہا تھا کہ فسادیوں سے اللہ تعالیٰ ملک کو بھی پاک کرے تا کہ یہ ملک بچ جائے۔ ہمیں اپنے ملک سے محبت ہے۔ اس لئے ہمارے دل یہ چیزیں دیکھ کر بے چین ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ ہمارا فرض ہے، ہر احمدی پاکستانی کا فرض ہے اور اُس نے اسے ادا کرنا ہے۔

اب مَیں واپس اپنی پہلی بات کی طرف آتا ہوں۔ مَیں نے کہا تھا کہ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ سے ہدایت پا کر آپ کی جماعت کے افراد ہی ہیں جو اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور اس کی تمام دینوں پر برتری ثابت کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے چاہے افریقہ ہو، یورپ ہو یا امریکہ ہو یا دنیا کا کوئی بھی علاقہ ہو اسلام کے دفاع کے لئے، نہ صرف دفاع کے لئے بلکہ اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے احمدی سب سے آگے بے دھڑک کھڑا ہو جاتا ہے۔ جہاں تیل کی کوئی دولت کام نہیں کرتی وہاں احمدی کا اپنی معمولی آمد سے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر دیا ہوا چندہ کام کرتا ہے۔ بیشک اس میں ہمارا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ کوئی فخر نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ وہ ہماری معمولی قربانیوں میں برکت ڈالتا ہے اور اس کے بیشمار پھل لگتے ہیں۔ پس ہمارا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے لئے اُس کے حضور اپنی معمولی قربانیاں پیش کرتے چلے جائیں۔ ہم احسان فراموش نہیں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اُس نے ہمیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی۔ اگر ہمارے باپ دادا کو یہ توفیق دی تو ہمیں اس پر قائم رہنے کی توفیق دی تا کہ ہم امام الزمان کے ساتھ جڑ کر اُس کے مشن کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دنیا اور عاقبت سنوار سکیں لیکن یاد رکھیں کہ صرف مالی قربانی کر کے ہمارے کام ختم نہیں ہو جاتے۔ ہم نے اپنے اندر اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے دل پیدا کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہم نے اپنے اعلیٰ اخلاق کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو جو اسلام کا حقیقی پیغام ہے اپنے اپنے ملک میں پھیلانے کی بھی کوشش کرنی ہے۔ اسلام کے خلاف اُٹھائے گئے الزامات کو دور کر کے اسلام کی خوبصورت تعلیم بھی دنیا کے سامنے پیش کرنی ہے۔

پس ہالینڈ کی جماعت بھی جو گو چھوٹی سی جماعت ہے اپنی اس ذمہ داری کو سمجھے۔ چند ایک کے کام کرنے سے یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ ہالینڈ میں رہنے والے ہر احمدی کو اپنے ماحول میں اس اہم کام کو کرنے کی کوشش کرنی ہو گی۔ یہ ہالینڈ ہی ہے جس میں وہ بدقسمت شخص بھی رہتا ہے جو اپنی سیاست چمکانے کے لئے اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دریدہ دہنی میں بڑھتا چلا جا رہا ہے، دشمنی اور مخالفت میں بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس حد تک بُغض و عناد میں بڑھ گیا ہے کہ اسلام کے نام پر اُس کے منہ سے غصّہ میں جھاگیں نکلنے لگتی ہیں۔ گزشتہ دنوں جب کسی مسلمان تنظیم نے دہشت گردی کے عمل کی شدت سے مذمت کی تو اس ظالم نے جس کا نام ویل گلڈر ہے یہ اعلان کیا کہ یہ کافی نہیں ہے، ہم اُس وقت تک نہیں مانیں گے جب تک تم یہ نہیں کہتے کہ اسلام مذہب ہی ایسا ہے جو شدت پسندی کی تعلیم دیتا ہے، جھوٹا ہے اور خدا کی طرف سے نہیں ہے اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ جب تک تم یہ اعلان نہیں کرتے ہم کسی قسم کی معذرت ماننے کو تیار نہیں۔ یہ اُس کے ارادے ہیں۔ پس یہ پیغام ہم نے اسے دینا ہے کہ اے ظالم شخص! سن لو کہ تم، تمہاری پارٹی اور تم جیسا ہر شخص تو فنا ہو گا لیکن اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت دنیا میں رہنے کے لئے آئے ہیں اور رہیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت چاہے وہ کتنے بڑے فرعون اور دشمنِ اسلام کی ہو، اسلام کو نہیں مٹا سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں اُس جری اللہ کو بھیجا ہے جس نے تم جیسے دشمنوں کی انتہائی دشمنی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مدد سے اسلام کو دنیا پر غالب کرنا ہے۔ اور ہر احمدی جو اس جری اللہ کی بیعت میں شامل ہے اس بات کا علم رکھتا ہے اور یہ عہد بھی کرتا ہے کہ ہم اپنی جان، مال، وقت قربان کر کے اس مقصد کو حاصل کر کے رہیں گے، انشاء اللہ۔

پس یہ ہے وہ پیغام جو آج آپ لوگ جو اس ملک میں رہ رہے ہیں۔ آپ نے یہاں کے ہر باشندے تک پہنچانا ہے۔ اور دنیا میں بسنے والا ہر احمدی جو ہے، اُس کے لئے بھی یہی پیغام ہے جو دنیا کو دینا ہے۔ بیشک یہ سیاستدان، یہ اسلام کا بدترین دشمن حکومت میں سیٹیں جیتتا چلا جائے، پہلے سے زیادہ سیٹیں بھی لے لے لیکن آپ دنیا کو یہ بتا دیں کہ اس کی جو یہ حرکتیں ہیں یہ خدا تعالیٰ کے ہاتھوں اس کی ہلاکت کے سامان کریں گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے رسول کی لاج رکھی ہے، اُس کے ناموس کی حفاظت کی ہے، آج بھی کرے گا انشاء اللہ۔ ہم کوئی طاقت نہیں رکھتے، نہ ہم کوئی دنیاوی حربہ استعمال کریں گے لیکن جن کے دل زخمی کئے جائیں اُن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیتی ہیں اور یہاں تو پھر سوال اللہ تعالیٰ کے حبیب کا ہے۔ یہاں تو ہماری دعاؤں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی غیرت خود وہ کام دکھائے گی کہ ایسے گھٹیا لوگوں کی خاک کے ذرے بھی نظر نہیں آئیں گے۔ ہالینڈ میں یہ نہیں کہ سب ایسے ہی ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو شریفانہ خیال بھی رکھتے ہیں۔ اس بدبخت کی باتوں کو رَد کرتے ہیں۔ تبھی تو اس بدبخت پر یہاں مقدمہ چلایا گیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ لگتا ہے یہ بھی سیاست کی نظر ہو گیا۔ لیکن ایسے شرفاء ضرور اس ملک میں ہیں جو اس کے اس قسم کے خیالات اور فعل سے بیزار ہیں۔ پس ایسے لوگوں کی تلاش کر کے اُنہیں اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچائیں۔ دنیا میں امن، محبت، بھائی چارے کو قائم کرنے والوں کی تلاش کریں اور پھر انہیں دنیا میں فساد پیدا کرنے والوں سے ہوشیار کریں۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے والے اور ایک دوسرے کے مذہب کی عزت کرنے والوں کو جمع کر کے دنیا میں امن قائم کرنے کی مہم چلائیں۔ دنیا کو بتائیں کہ آج اسلام ان سب سے زیادہ اس امر کی تعلیم دیتا ہے کہ ایک دوسرے کی عزت کرو۔ یہاں تک کہ شرک جو خدا تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے، ان شرک کرنے والوں کا بھی خیال رکھ کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ان کے بتوں کو بھی برا نہ کہو کہ جواب میں وہ خدا کے متعلق باتیں کریں گے اور ملک میں فساد پھیلے گا۔

پس آج ہالینڈ کے احمدیوں کو اپنی کوششوں کو تیز کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ آج اگر آپ نے اپنی ذمہ داری کا صحیح احساس کیا ہوتا جیسا کہ مَیں بہت عرصے سے توجہ بھی دلا رہا ہوں تو المیرے میں جہاں آپ مسجد بنانا چاہتے تھے، حکومت مسجد کی زمین دے کر پھر واپس نہ لیتی۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ دشمنِ اسلام کا علاقہ ہے اس کا وہاں زور ہے لیکن پھر بھی اس شہر میں بہت سے شرفاء ہیں جو آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں۔ پس اپنی کوشش کو پہلے سے زیادہ مربوط، مضبوط اور تیز کرنے کی ضرورت ہے اور ساتھ ہی ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے کوئی کام دعاؤں کے بغیر نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں۔ یہاں مَیں یہ بھی کہوں گا کہ ملک کی ملکہ کے لئے بھی دعا کریں کیونکہ ایک طبقہ ملکہ کے پیچھے بھی اس لئے پڑ گیا ہے کہ ملکہ مسلمانوں کے خلاف ہر قسم کے ظالمانہ سلوک سے روکتی ہے اور مسلمانوں کو بھی ملک کا شہری سمجھتے ہوئے اُن کے حقوق اور جذبات کا خیال رکھنے کے لئے کہتی ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے تو حکم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے چکاؤ۔ پس ملکہ کے لئے دعا کریں کہ اُس کے خلاف ہر قسم کی سازش ناکام ہو اور اللہ تعالیٰ اُس کا سینہ بھی کھولے اور اسی طرح اس ملک کے لوگوں کا بھی کھولے کہ وہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کو سمجھنے والے ہوں۔

پس ہم نے انصاف کے قیام اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہے۔ اس لئے کہ ہم اُس جری اللہ کو ماننے والے ہیں جس نے اسلام کی برتری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا سے منوانا ہے، اُن کے قدموں میں لا کر رکھنا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی تھے جنہوں نے برصغیر میں باطل کی یلغار کو روکا۔ برصغیر کے مسلمان چاہے مانیں یا نہ مانیں، آپؑ ہی تھے جنہوں نے مسلمانوں کو شرک کی جھولی میں گرنے سے بچایا۔ آپ ہی تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ پھر افریقہ میں ہمارے مبلغین نے اسلام کی تبلیغ کر کے تثلیث کے قائل لوگوں کو توحید پر قائم کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والا بنا دیا۔ جلسوں پر افریقن احمدیوں کو "لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ" کی خوبصورت آواز میں ورد کرتے ہوئے ہم سنتے ہیں، اِن میں سے اکثریت عیسائیت سے ہی اسلام میں آئی ہوئی ہے۔ غانا میں تو اکثریت عیسائیت میں سے آئی ہے۔ پس یہ وہ کام ہے جو آج جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سیکھ کر دنیا میں کر رہی ہے۔ آج آپؑ سے جدا ہو کر اسلام کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے پیش کی ہی نہیں جا سکتی

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

کیونکہ آپ ہی اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے وہ مہدی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت لے کر آئے ہیں جنہوں نے اس زمانے میں دنیا کی ہدایت کا کام کرنا تھا۔ آپ ہی وہ عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ مقامِ محمدیت کے منوانے کے لئے قربان کر دیا۔ آپؑ کے دل میں جو عشقِ رسول تھا اُس کا اندازہ آپ کی تحریرات سے ہوسکتا ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ اور افضل سب نبیوں سے اور اَتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں۔ جن کی پیروی سے خدا تعالیٰ ملتا ہے اور ظلماتی پردے اُٹھتے ہیں اور اس جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں‘‘۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد نمبر 1 صفحہ 557)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسانِ کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اُس کے آنے سے زندہ ہوگیا۔ وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء، امام الاصفیاء، ختم المرسلین، فخر النبیین جنابِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے ہمارے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو‘‘۔ (اتمام الحجۃ روحانی خزائن جلد نمبر 8 صفحہ 308)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں اُن سے ہم کیونکر صلح کریں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے، جو ہمارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے، ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے۔ ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے‘‘۔ (پیغام صلح روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ 459)

پس کیا اس طرح عشقِ محمد اور مقامِ محمدیت اور غیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار کرنے والا آج اس زمانے میں ہمیں کوئی نظر آتا ہے؟ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کوئی نظر نہیں آئے گا۔ روئے زمین پر تلاش کر لیں، ایسا عاشقِ صادق دنیا کو کہیں ڈھونڈے سے نہیں ملے گا۔ لیکن مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے کی بدقسمتی ہے کہ پھر بھی نہ صرف اس عاشقِ رسول کا انکار کر رہے ہیں بلکہ ظالمانہ طور پر آپ کو بیہودہ گوئیوں اور گالیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

پاکستان میں تو آئے دن جیسا کہ مَیں نے کہا یہ مُلّاں ایسے پروگرام کرتے رہتے ہیں۔ ربوہ میں بھی جہاں اٹھانوے فیصد احمدیوں کی آبادی ہے، وہاں احمدی جو ہیں اُنہیں تو جلسہ اور اجتماع کرنے کی اجازت نہیں لیکن ختمِ نبوت کے نام پر دشمنانِ احمدیت کو احمدیت کے خلاف اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ کل شام سے پھر ان لوگوں کا ایک جلسہ ہو رہا ہے جو یہ اکتوبر میں ربوہ میں کرتے ہیں۔ جو آج شام ختم ہونا تھا جس میں اب تک کی جو رپورٹیں آئی ہیں عشقِ رسول کی بات تو کم ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق دریدہ دہنی اور غلیظ زبان زیادہ استعمال کی جارہی ہے۔ ختمِ نبوت کے نام پر اس عاشقِ رسول کو نشانہ بنایا جارہا ہے۔ اُس کے ماننے والوں کے دلوں کو چھلنی کیا جارہا ہے۔ لیکن ہم یہ سب کچھ عشقِ رسول کے نام پر ہی برداشت کرتے ہیں اور اپنے پیارے خدا کے آگے جھکتے ہیں جس نے کبھی ہمیں نہیں چھوڑا۔

ہماری طرف سے تبلیغِ اسلام کی کوشش اگر کم بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے پیارے مسیح و مہدی کی سچائی ثابت کرنے کے لئے خود لوگوں کی رہنمائی فرماتا ہے اور پچھلے ایک سو چھبیس سال سے فرماتا چلا جا رہا ہے۔ اُن کے دلوں کو کھولتا ہے اور اُنہیں جماعت میں شامل ہونے کی توفیق دیتا چلا جاتا ہے۔ اس وقت میں چند واقعات آپ کے سامنے رکھوں گا جو آپ کے ازدیادِ ایمان کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

ہمارے جرمنی کے مبلغ ہیں محمد احمد صاحب۔ وہ لکھتے ہیں کہ ایک غیر از جماعت دوست سرباد باش صاحب کئی سال سے خاکسار کے زیرِ تبلیغ تھے۔ جماعت کے عقائد کو ہر لحاظ سے درست سمجھتے تھے لیکن بیعت کے متعلق اُنہیں قلبی اطمینان حاصل نہ تھا۔ یہ تبلیغ بھی کرتے تھے اور ان کی تبلیغ کے نتیجہ میں بعض اوروں نے بیعت کر لی۔ خود بیعت نہیں کی لیکن احمدیت کی تبلیغ کرتے تھے اور کہتے تھے ابھی کچھ تحفظات ہیں۔ مربی صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ایک دن خاکسار کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بیعت کرنے کا طریق کیا ہے۔ مَیں نے حیران ہو کر پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگے کہ رات مَیں نے ایک رؤیا دیکھی ہے۔ اس رؤیا میں مجھے یہ آواز آئی کہ احمدیت وہ سمندر ہے جس کے خزائن پر اطلاع پانا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔ کہنے لگے کہ اس آواز نے میرے قلب و روح کی کیفیت بدل دی ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت بیعت کر لی۔

آئیوری کوسٹ کے ایک گاؤں سوسے آبے (Soce Abe) میں ہمارے مبلغ تبلیغ کے لئے پہنچے اور امام مہدی کی آمد کا اعلان کیا تو اس گاؤں کے بانی یحیٰ جِباتے صاحب (Yahya Diabate) نے کھڑے ہو کر اپنی رؤیا بیان کی کہ رات انہوں نے انتہائی شمالی اُفق پر تقریباً دو بجے صبح ایک روشنی اُبھرتی ہوئی دیکھی۔ پھر ایک ہفتے بعد ایک روشنی جنوبی اُفق کی طرف سے نمودار ہوئی۔ اس گاؤں کے چیف نے اپنا یہ خواب علماء کے سامنے بیان کیا تو علماء نے جواب دیا کہ تمہیں بہت بڑی خوش بختی ملنے والی ہے۔ اس خواب کے کچھ ہی دنوں بعد جب احمدی مبلغین کا وفد اُس گاؤں پہنچا اور امام مہدی کی خبر اُن کو سنائی گئی تو خوشی کے مارے اُچھل کر وہ لوگوں کے سامنے آئے اور سارا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہی وہ خوش بختی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے شمال اور جنوب کی طرف سے نمودار ہونے والی روشنی کی صورت میں مجھے خبر دی تھی۔ میں صداقت کو قبول کرتا ہوں اور اپنے لوگوں کو کہا کہ جو تم میں سے قبول کرنا چاہے اُسے یقین دلاتا ہوں کہ احمدیت خدا تعالیٰ کی طرف سے بھجوائی ہوئی خوش بختی ہے اُسے قبول کر لو۔ اور پھر وہاں تقریباً پورے گاؤں نے بیعت کر لی۔

پھر عراق سے ایک صاحب ہیں وحید مراد صاحب۔ وہ کہتے ہیں کہ میں شیعہ ماحول میں رہتا ہوں۔ والد اور دادا بھی شیعہ ہیں لیکن امام مہدی کے بارے میں شیعہ عقائد پر اطمینان نہ ہوتا تھا اور خیال آتا تھا کہ ضرور کہیں کوئی خلل موجود ہے۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ ایک کمرے میں بیٹھا ہوں۔ اسی دوران چار اشخاص کے آنے کی آواز سنائی دی جن کو میں نہیں جانتا۔ باہر نکل کر دیکھا تو یہ چاروں پانی کا پائپ لے کر میرے گھر پر پانی چھڑک رہے تھے۔ میں حیرت سے پوچھتا ہوں کہ یہ کیا کر رہے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ ہمیں آپ کے گھر کو صاف کرنے کا حکم ہے۔ میں نے پوچھا کہ باقی پڑوسیوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کہنے لگے کہ ہمیں صرف آپ کے گھر کو صاف کرنے کا حکم ہے۔ خواب کے دوسرے روز ٹی وی کھولا تو سکرین پر چار افراد مصطفیٰ ثابت صاحب، شریف صاحب اور ہانی صاحب اور مومن صاحب پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر میں موجود تھے۔ مجھے یقین ہوگیا کہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ لہٰذا مجھے بیعت کر لینی چاہئے۔

فرانس کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ری یونین آئی لینڈ کی ایک خاتون میٹنگ میں شرکت کے لئے فرانس آرہی تھی۔ آنے سے قبل اُنہیں خواب میں بتایا گیا کہ فرانس جا کر اپنے عزیز ایل ایم سے ضرور ملنا۔ چنانچہ وہ فرانس پہنچ کر اپنے اس عزیز کو ملیں جو اللہ کے فضل سے پہلے ہی بیعت کر چکے تھے۔ وہ اس خاتون کو مشن ہاؤس لائے۔ تبلیغی مجلس کے بعد اس خاتون نے بیعت کر لی۔ اگلے روز جب اس خاتون کو ائیر پورٹ پر چھوڑنے کے لئے اس کے قیام والی جگہ پر پہنچے تو وہاں اُس کا خاوند اور بیٹے بھی موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں احمدیت کے بارے میں پتہ چل چکا ہے۔ اب آپ ہماری بیعت لے لیں۔ چنانچہ وہ سارا خاندان احمدی ہوگیا۔

پھر مصر سے عبدالمجید صاحب کہتے ہیں۔ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک چھوٹی سی کشتی میں سوار ہوں اور ہاتھ میں ایک چپو ہے اور بے مقصد و منزل گھوم رہا ہوں۔ جبکہ سمندر میں طغیانی ہے اور کشتی گرنے اُلٹنے کے قریب ہے۔ تب مَیں نے اللہ تعالیٰ کی آواز سنی کہ یہ لو موسیٰ کا عصا اور سمندر پر مارو۔ اس پر کسی قدر ٹیڑھا عصا ہاتھ آ گیا۔ مَیں نے اُسے آسمان سے لیا اور سمندر پر مارا۔ اتنے میں کشتی ایک بلند مقام پر ٹھہر گئی جو خوبصورت عمارتوں والا ایک شہر ہے۔ اس میں سارے لوگ خوش شکل اور خوش و خرم تھے۔ مجھے بتایا گیا کہ یہ جماعت احمدیہ کا شہر ہے اس سے مَیں نے سمجھا کہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ مجھے بیعت کر لینی چاہئے۔ چنانچہ مجھے بیعت کی توفیق ملی۔

صرف مسلمانوں کو نہیں بلکہ غیر مسلموں کو بھی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ ہالینڈ کے آپ کے جو مبلغ صاحب ہیں انہوں نے مجھے لکھا کہ ایک ہندو عورت جن کا نام مالتی ہے۔ انہوں نے تقریباً پندرہ سال قبل اسلام قبول کیا تھا۔ مراکش کے باشندے یوسف منصور اللہ سے شادی کی۔ شادی کے بعد اس خاتون نے خواب میں دیکھا کہ ہندوستان میں مختلف علاقوں کے لوگ جنہوں نے سفید رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں ایک بزرگ کے گرد جمع ہو رہے ہیں اور یہ لوگ ہاتھوں کے اشارے سے کہہ رہے ہیں کہ یہ شخص مسیح موعود ہے۔ اُس خاتون نے اپنے خاوند کو خواب سنایا۔ خاوند نے ایم ٹی اے دیکھا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ منصور باللہ صاحب نے اپنی اہلیہ کو بلا کر جو دکھایا تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر دیکھ کر فوراً پہچان لیا کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ اُن دونوں نے ایم ٹی اے دیکھا اور آخر بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ اب ان کو احمدیت پر قائم رکھے۔ جماعت کا کام ہے کہ ایسے سعید لوگ جو احمدیت میں شامل ہوتے ہیں اُن کو سنبھالے بھی۔ ایسے لوگوں سے مستقل رابطہ رہنا چاہئے تا کہ اُن کو قریب تر لے کے آئیں۔

پھر عیسائیوں کے واقعات بھی ہیں۔ امیر صاحب کینیڈا ایک خاتون برینڈی وِلسن (Brandy

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

(Wilson) کی قبولِ احمدیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ٹورنٹو میں رہنے والی یہ نوجوان خاتون ہمارے ایک داعی الی اللہ حسن فاروق صاحب کے زیرِ تبلیغ تھیں۔ انہوں نے یکے بعد دیگرے اللہ تعالیٰ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ جنہوں نے اُنہیں تسلی دی اور اسلام کی طرف دعوت دی۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کر لی۔

پھر کینیڈا میں ہی عمانوئل رووتھس (Emmanuel Rovithis) کی بیعت کا واقعہ ہے۔ انٹاریو کا رہنے والا یہ چوبیس سالہ سفید فام نوجوان بچپن سے ہی خواب میں روشنی دیکھا کرتا تھا جو شروع میں مدھم دکھائی دیتی تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ روشن ہوتی چلی گئی۔ ڈیڑھ برس قبل جب یہ نوجوان مسلمان ہوا تو یہ روشنی مزید واضح ہو گئی اور احمدیت کے متعلق تحقیق کے دوران مزید روشن ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ اُسے اس روشنی میں ایک چہرے کے دھندلے نقوش نظر آنے لگے۔ حتی کہ ایک روز ایک احمدی دوست کے ساتھ تین چار گھنٹے گفتگو کے بعد رات کو خواب میں ایک واضح چہرہ نظر آیا۔ اُس نے فوراً اس احمدی دوست کو اس بارے میں بتایا جس نے اُسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلیفہ رابع کی تصویر یا شاید خلفاء کی تصویریں دکھائیں لیکن جب میری تصویر دیکھی تو اس نے کہا کہ یہی وہ چہرہ تھا جو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا۔ چنانچہ مارچ 2011ء میں انہوں نے بیعت کر لی۔

یوگنڈا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارا وفد دورانِ تبلیغ جب ایک گھر میں پیغامِ احمدیت لے کر گیا تو صاحبِ خانہ جو ایک عیسائی تھا اُس نے ہمارے وفد سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ ہی وہ لوگ ہیں جن کی میں انتظار کر رہا تھا کیونکہ آج ہی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ مسلمان ہیں جو مختلف فرقوں اور قبائل کے لوگوں کو اکٹھا کر رہے ہیں صرف اس لئے کہ ان کو ایک خدا اور مسیح کی آمدِ ثانی کا بتایا جائے۔ آپ لوگوں نے میری خواب کو حقیقت میں بدل دیا ہے۔ میری بیعت لے لیں۔ اس پر ہمارے وفد نے کہا کہ آپ بیعت فارم تو پڑھ لیں اور پہلے تسلی کر لیں۔ اس عیسائی نے کہا میں تو پہلے ہی ایمان لا چکا ہوں۔ میرے لئے تاخیر کے اسباب نہ کریں۔ چنانچہ اُسی وقت اُس نے اپنی فیملی کے ساتھ بیعت کر لی۔

سیرالیون کے امیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ حسن کمارا صاحب سیکنڈری سکول لُنگی میں لینگوئج اور آرٹ کے استاد ہیں۔ انہوں نے 2006ء میں خواب دیکھا کہ آسمان پر بہت ہی خوشخط اور روشن الفاظ میں یہ تحریر لکھی ہوئی ہے کہ "The Allah is greatest"۔ چونکہ یہ اُس وقت عیسائی تھے، ایک خدا کو نہیں مانتے تھے لیکن پوری تسلی بھی نہیں تھی کہ عیسیٰ جو کہ خدا کے نبی ہیں وہ خدا کیسے ہو سکتے ہیں؟ کہتے ہیں یہ تحریر دیکھتے ہی خوف سے اُن کا جسم کانپنے لگا اور گھبراہٹ سے آنکھ کھل گئی۔ 2008ء میں پھر اس سے ملتی جلتی خواب دیکھی کہ آسمان پر ایک روشنی کا بہت بڑا گولا نمودار ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پھٹ گیا اور اندر سے یہی الفاظ "The Allah is greatest" نکل کر آسمان پر پھیل گئے۔ پھر جولائی 2008ء میں خلافت جوبلی سوونیئر جو پاکستان سے شائع ہوا ہے خریدا اور مطالعہ شروع کر دیا۔ اور آہستہ آہستہ خدا کے فضل سے احمدیت کی طرف مائل ہونا شروع ہو گئے۔ بہت سے سوالوں کے جوابات بھی اُن کو اس سوونیئر کے مطالعے سے مل گئے۔ 2009ء میں پھر ایک خواب دیکھی کہ وضو کر رہے ہیں اور تیاری کے بعد احمدیہ مسجد میں نماز کے لئے جاتے ہیں۔ جب پہنچتے ہیں تو باجماعت نماز ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ نماز باجماعت کے Miss ہونے کا بہت افسوس ہوتا ہے۔ اس کے بعد ان کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ ستمبر 2010ء میں مبلغِ سلسلہ نے انہیں گھر بلایا اور پوچھا کہ بیعت کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگے کہ ابھی کچھ سوالات باقی ہیں۔ جب اُن کے جوابات ملیں گے تو بیعت کر لوں گا۔ اس سال جنوری 2011ء میں اپنے سوالات کے جوابات حاصل کر کے بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ بھی بڑے شوق سے کر رہے ہیں۔ الحمد للہ۔

ایک ریڈیو جرنلسٹ مسٹر جین ٹیگامبو (Jaen Tangambu) ہماری نمائش میں آئے۔ انہوں نے کہا کہ ”آج پہلی دفعہ اسلام کا پیغام سمجھا ہے۔ آج اسلام کو دریافت کیا ہے۔ آج اسلام کو بطور مذہب مانا ہے۔ میں اسلام کو بہت برا سمجھتا تھا۔ آج پہلی دفعہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو سمجھا ہوں“۔

پھر ایک مہمان فوسٹن امبوائی (Fostin Maboyi) نے کہا ”سنا تھا کہ مسجد جادوگری ہوتی ہے۔ آج پہلی بار مسجد میں داخل ہو کر جماعت احمدیہ کی مسجد میں داخل ہو کر پتہ چلا کہ یہ جگہ تو بہت پُرسکون ہے“۔

پس جب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے نظارے دکھا رہا ہے، خود سعید فطرت انسانوں کی دنیا میں ہر جگہ رہنمائی فرما رہا ہے اور گھیر گھیر کر جماعت میں شامل کر رہا ہے جو مسیح محمدی کو پہچان کر اُس سے ایک پختہ تعلق جوڑ رہے ہیں تو پھر ہمیں ان مخالفینِ احمدیت کی روکوں اور مخالفتوں اور گالیوں سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں مخالفینِ احمدیت یا مخالفینِ اسلام جب ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور آپ کے عاشقِ صادق کے لئے بیہودہ گوئی کرتے ہیں تو ہمارے دل ضرور چھلنی ہوتے ہیں اور اُس کا ایک ہی علاج ہے کہ دعاؤں کے لئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور اپنے عمل سے بھی اور علم سے بھی اسلام اور احمدیت کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ یورپ میں احمدیوں کو مخالفینِ اسلام اور مخالفینِ احمدیت، دونوں کا ہی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مسلمانوں کی طرف سے بھی مخالفت ہے چاہے وہ کسی بھی ملک کے ہوں کیونکہ آجکل مولویوں نے اُن کے ذہنوں کو زہریلا کر دیا ہوا ہے اور اسلام مخالف قوتیں تو ہیں ہی۔ ہماری ترقی، ہماری مساجد دونوں کو چبھتی ہیں۔ بیلجیم میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہاں کی باقاعدہ پہلی مسجد کا سنگِ بنیاد بھی رکھنا ہے۔ وہاں دونوں حلقوں کی طرف سے جماعت کو مخالفت کا سامنا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ دشمن کا ہر مکر اور ہر شر اُن پر اُلٹائے اور خیریت سے بنیاد کی یہ تقریب بھی ہو جائے اور مسجد بھی جلد مکمل ہو کر خدائے واحد کی وحدانیت کا اعلان کرے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کے سامنے ہم پہلے سے بڑھ کر پیش کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 3

توفیق ملی۔ مَیں محبت کے اس نشے میں ہی تھا کہ حضور انور نے ایک اور احسان فرماتے ہوئے ہمیں ایک ایک انگوٹھی بطور تحفہ عطا فرمائی۔ اس نوازش پر ہماری کیفیت ایک بار پھر عجیب ہو گئی۔ آخر پر ہماری حضور انور کے ساتھ تصویر ہوئی اور جب ہم حضور انور کو الوادع کہہ کر واپس آئے تو مجھے محسوس ہوا کہ جیسے آج میری ایک نئی ولادت ہوئی ہے۔

اگلے دن دستی بیعت ہوئی اور مجھے حضور انور کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ میری طرح سب کی ہی یہی حالت تھی کہ بیعت کے کلمات دہراتے ہوئے روئے جا رہے تھے۔

اس طرح بیعت کرنے سے میرا ایک رؤیا بھی پورا ہو گیا۔ مَیں نے حضور انور کے اٹلی تشریف لانے سے ایک ہفتہ قبل خواب میں دیکھا تھا کہ حضور انور تشریف لائے ہیں اور مَیں حضور انور کے ساتھ بیٹھا ہوا ہوں۔ بیعت کے دوران حضور انور کے قرب میں آپ کے ساتھ بیٹھنے سے یہ رؤیا بھی پورا ہو گیا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضور انور کو لمبی عمر عطا فرمائے اور ہمیں خلافت کے ساتھ چمٹائے رکھے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: پاکستان میں احمدیوں کی مذہبی مخالفت۔
چند جھلکیاں از صفحہ نمبر 12

صحابہ اور توہین اہلبیت کرتے ہیں۔

مرزائی اپنے کفر کو پھیلانے کے لئے کفر کے اپنے اڈوں کو مسجدیں کہتے ہیں۔ اور مرزائی اعلانیہ اپنے کفریات بکنے، لکھنے کے باوجود اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔

مرزائی اسلام اور ملک کے غدار ہیں.................۔

نوٹ: مرزا کے ان کفریات کے حوالہ جات مرزا کی اپنی کفریہ کتب میں موجود ہیں۔

مرتب: محمد احمد آفریدی خطیب جامع مسجد ختم نبوت رچنا ٹاؤن فیروز والا گلی نمبر 26

رابطہ: 0322 4867977

اب ایسے مواد اور پروپیگنڈا کی کھلم کھلا اشاعت کے بعد تو احمدیوں پر ہونے والے رچنا ٹاؤن جیسے قتل یا اقدام قتل کے واقعات ہی سامنے ہیں۔ کیا یہ حیران کن بات نہیں کہ حکّام ایسے جرائم پیشہ لوگوں کے خلاف کوئی بھی کارروائی کرنا پسند نہیں کرتے جو اپنا پتہ اور فون نمبر بھی پوسٹر پر شائع کرنے سے نہیں چوکتے ہیں۔ نیز کیا یہ کافی ثبوت نہیں ہے کہ حکومت وقت احمدیوں کے خلاف ہونے والے ایسے جرائم اور لاقانونیت کے خلاف کارروائی نہ کر کے اس کی پشت پناہی کا ثبوت دے رہی ہے۔

رچنا ٹاؤن کے رہائشی مکرم ریاض احمد صاحب کو جو مکرم بشیر احمد صاحب کے دوست اور اس حادثہ کے متأثر ہیں، نامعلوم افراد کی جانب سے مسلسل دھمکیاں موصول ہو رہی ہیں۔ اب ان کے پاس اپنا علاقہ چھوڑ کر کہیں اور منتقل ہونے کے سوا کیا کوئی اور راستہ بچا ہے؟؟ کبھی کبھی کتنی مشکل بن جاتی ہے زندگی!!

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666   02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

بقیہ: رپورٹ دورہ جرمنی از صفحہ نمبر 2

مسجد کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعاؤں کے ساتھ پہلی اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے دوسری اینٹ رکھی۔ اس کے بعد علی الترتیب درج ذیل احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی: مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی، عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم مسعود احمد علوی صاحب (ریجنل معلّم سلسلہ)، چودھری افتخار احمد صاحب (نائب صدر اوّل) برائے نمائندہ صدر انصاراللہ جرمنی، مکرم فیضان اعجاز صاحب (نائب صدر خدام الاحمدیہ) برائے صدر صاحب نمائندہ خدام الاحمدیہ جرمنی، محترمہ امۃ الحیٔ صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی، مکرم حمیداللہ ظفر صاحب (نیشنل سیکرٹری تحریک جدید)، مکرم مبشر احمد صاحب صدر جماعت Bruchsal، مکرم محمد الیاس بٹ صاحب سیکرٹری جائیداد بروکسال، مکرم سعید احمد صاحب زعیم انصاراللہ بروکسال، مکرم ھبۃ المنان صاحب قائد مجلس بروکسال ویسٹ، مکرم اعجاز احمد بابر صاحب قائد مجلس بروکسال اوسٹ، مکرمہ نزہت نعیم صاحبہ صدر لجنہ بروکسال، عزیزم ہشام احمد (طفل وقف نو)، عزیزہ ساجدہ ندیم (واقفہ نو)۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مقامی جماعت نے اِس تقریب میں شامل ہونے والے مہمانوں اور تمام جماعت کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔

یہاں سے فارغ ہو کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کی طرف تشریف لے گئے جہاں بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور خیر مقدمی گیت پیش کئے۔ خواتین اس دوران شرف زیارت سے فیضیاب ہوتی رہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تمام بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

بعد ازاں لوکل مجلس عاملہ Bruchsal جماعت نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت پائی۔ اس دوران تمام بچے ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان بچوں کو بھی چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

سنگ بنیاد کی اس تقریب کے موقع پر یہاں کی لوکل پولیس نے بہت تعاون کیا اور پولیس کی دو گاڑیاں موقع پر موجود رہیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آمد اور روانگی پر راستہ وغیرہ کلیئر کیا۔ ایک بج کر 15 منٹ پر یہاں سے واپس بیت السبوح فرینکفرٹ کے لئے روانگی ہوئی اور دو بج کر 25 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بیت السبوح تشریف آوری ہوئی۔ دو بج کر 35 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد تشریف لا کر نماز ظہر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج 33 فیملیز کے 73 افراد اور دس سنگل افراد نے شرف ملاقات پایا۔ جرمنی کی درج ذیل جماعتوں سے ملاقات کے لئے آنے والی فیملیز لمبے سفر طے کر کے بیت السبوح فرینکفرٹ پہنچی تھیں۔

Bocholt, Lampertheim, Mainz, Grossgerau, Pulheim, Ginsheim, Waiblingen, Reutlingen, Russelsheim, Heideberg, Offenbach, Gaggenau, Reinheim, Frankfurt, Walldorf.

آج ملاقات کرنے والوں میں کینیڈا سے آئے ہوئے ایک دوست نے بھی شرف ملاقات پایا۔

سب فیملیز نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بڑے سکول جانے والے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا آٹھ بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد میں تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کی اخبار میں کوریج

بروکسال سے شائع ہونے والے ایک مقامی اخبار "Badische Neuste Nachrichten" نے ’’مسجد بیت الاحد‘‘ کے سنگ بنیاد کی تقریب کی خبر ’’یہ نئی مسجد روحانی غذا کا کام دے گی‘‘ کے عنوان سے شائع کی۔

اس خبر کا ترجمہ درج ذیل ہے:

’’یہ نئی مسجد روحانی غذا کا کام دے گی‘‘

(احمدیہ مسلم جماعت کا بُرخزال میں سنگ بنیاد رکھنا/ منارہ ابھی نہیں بنے گا)

گزشتہ روز Eisenbahnstrasse یعنی وہ سڑک جہاں مسجد کا بنگ بنیاد رکھا جانا تھا اس کو دو ڈیوٹی دینے والے والنٹیئر ز نے عارضی طور پر بند کر دیا تھا۔ اس کی وجہ احمدیہ مسلم جماعت کی مسجد ’’بیت الاحد‘‘ کا سنگ بنیاد تھا۔ 1986ء سے بُرخزال میں جماعت احمدیہ قائم ہے۔ سنگ بنیاد کی یہ تقریب سخت پہرہ تلے ہوئی جس کی ایک وجہ جماعت احمدیہ کے روحانی سربراہ، جس کی بنیاد انڈیا میں پڑی، کی موجودگی تھی۔ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) لندن سے خود تشریف لائے جن کا بُرخزال کی میئر Comelia Petzold-Schick نے استقبال کیا۔ میئر صاحبہ بھی مسجد کی سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل ہوئیں۔ پولیس نے حفاظت کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔

میئر صاحبہ نے اپنے استقبالیہ ایڈریس میں جماعت احمدیہ کے فعال ہونے کی تعریف کی جو بُرخزال شہر میں معاشرہ کا فعال حصّہ بننے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ جماعت کی یہاں مسجد کی تعمیر کے ارادہ سے اُسے یہ یقین ہے کہ جماعت مستقل طور پر بُرخزال میں سکونت اختیار کرنا چاہتی ہے۔

میئر صاحبہ کے بعد امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنے خطاب میں جماعت بُرخزال کا تاریخی پس منظر پیش کیا۔

اخبار نے مزید لکھا کہ 2000ء میں جماعت نے مسجد بنانے کے لئے ایک مناسب پلاٹ ڈھونڈنا شروع کیا اور یہ طویل تلاش 2009ء میں کامیاب ہوئی۔ ابھی تک جماعت کی طرف سے شہر کی انتظامیہ کو مسجد کی تعمیر کی باقاعدہ درخواست موصول نہیں ہوئی مگر یہ بات طے شدہ ہے کہ مسجد منارہ کے بغیر تعمیر کی جائے گی۔

اخبار نے لکھا کہ مسجد کا بنیادی پتھر رکھنے سے پہلے خلیفۃ المسیح نے اُردو زبان میں خطاب فرمایا جس کا جرمن ترجمہ ساتھ ساتھ اسی وقت کیا گیا۔ خلیفۃ المسیح نے فرمایا:

’’مسجدوں کی تعمیر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی غرض سے کی جاتی ہے۔ تمام انسانوں کے حقوق کی پاسداری کی جانی چاہئے اور ان کی عزت کا بھی ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے۔ جس طرح Asparagus (اس علاقہ کی خاص سبزی ہے) اس علاقہ میں رہنے والوں کو غذا بخشتی ہے تو اسی طرح یہ نئی مسجد روحانی غذا کا ذریعہ ہوگی‘‘۔

آخر پر میئر صاحبہ نے جماعت احمدیہ کے لئے نیک خواہشات کا اظہار کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ بھرپور طور پر بُرخزال کے لئے امن کا ذریعہ ہو۔

اخبار نے احمدیت کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے لکھا: احمدیہ مسلم جماعت دنیا کے 195 سے زائد ممالک میں موجود ہے اور جرمنی میں 30,000 افراد پر مشتمل ہے۔ اس طرح یہ جماعت جرمنی میں مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعتوں میں شمار کی جاتی ہے۔ یہ جماعت اظہار خیال اور مذہبی آزادی کی حمایت کرتی ہے اور تبدیلیٔ مذہب میں رکاوٹ نہیں پسند کرتی۔ اسی وجہ سے کئی ممالک میں اس جماعت کی مخالفت کی جاتی ہے اور اس کو غیر مسلم قرار دیا جاتا ہے۔ ان کا ماٹو یہ ہے ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: حج ایک عظیم الشان عبادت از صفحہ 4

اسی طرح بیت اللہ کے گرد چکر لگاتے وقت جب انسان دیکھتا ہے کہ ہزاروں لوگ اس کے گرد چکر لگا رہے ہیں اور ہزاروں ہی اس کے گرد نمازیں پڑھ رہے ہیں تو اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ میں دنیا سے کٹ کر خدا تعالیٰ کی طرف آ گیا ہوں اور میرا بھی اب یہی کام ہے کہ مَیں اس کے حضور سر بسجود رہوں۔

پھر سعی بین الصفا والمروۃ میں حضرت ہاجرہؓ کا واقعہ انسان کے سامنے آتا ہے اور اس کا دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ انسان اگر جنگل میں بھی اللہ تعالیٰ کے لئے ڈیرہ لگا دے تو خدا تعالیٰ اُسے کبھی ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے لئے خود اپنے پاس سے سامان مہیا کرتا اور اُسے معجزات اور نشانات سے حصہ دیتا ہے۔ پھر وہاں جتنے مقام شعائر کا درجہ رکھتے ہیں ان کے بھی ایسے نام رکھ دیئے گئے ہیں کہ جن سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً سب سے پہلے لوگ منیٰ میں جاتے ہیں۔ یہ لفظ اُمْنِیَّۃ سے نکلا ہے جس کے معنے آرزو اور مقصد کے ہیں اور اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ لوگ اس جگہ محض خدا کو ملنے اور شیطان سے کامل نفرت اور علیحدگی کا اظہار کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ پھر عرفات ہے جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ اب ہمیں خدا تعالیٰ کی پہچان اور اس کی معرفت حاصل ہو گئی ہے اور ہم اس سے مل گئے ہیں۔ اس کے بعد مزدلفہ ہے جو قرب کے معنوں پر دلالت کرتا ہے اور جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ وہ مقصد جس کی ہم تلاش کر رہے ہیں وہ ہمارے قریب آ گیا ہے۔ اسی طرح مشعر الحرام جو ایک پہاڑی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مخلصانہ عقیدت اور ابراہیمؑ کے جذبات ہمارے دلوں میں پیدا کرتی ہے کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص طور پر دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ پھر مکّہ مکرمہ ایسی جگہ ہے جہاں سوائے چند درختوں اور اِذخر گھاس کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ ہر جگہ ریت ہی ریت اور کنکر ہی کنکر ہیں اور کچھ چھوٹی چھوٹی گھاٹیاں ہیں۔ غرض وہ ایک نہایت ہی خشک جگہ ہے۔ نہ کوئی سبزہ ہے نہ باغ۔ دنیا کی کشش رکھنے والی چیزوں میں سے وہاں کوئی بھی چیز نہیں۔ پس وہاں جانا صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اور اس کے قرب اور رضا کے لئے ہی ہو سکتا ہے اور یہی غرض حج بیت اللہ کی ہے۔ پھر احرام باندھنے میں بھی ایک خاص بات کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ کہ انسان کو یوم الحشر کا اندازہ ہو سکے کیونکہ جیسے کفن میں دو چادریں ہوتی ہیں۔ احرام میں بھی دو ہی ہوتی ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ کے لئے اور دوسری نیچے کے حصہ کے لئے۔ پھر سر بھی ننگا ہوتا ہے۔ اور عرفات وغیرہ میں یہی نظارہ ہوتا ہے۔ جب لاکھوں آدمی اس شکل میں وہاں جمع ہوتے ہیں تو حشر کا نقشہ انسان کی آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے گویا کہ ہم خدا تعالیٰ کے سامنے ہیں اور کفن میں لپٹے ہوئے ابھی قبروں سے نکل کر اس کے سامنے حاضر ہوئے ہیں۔ پھر حج بیت اللہ میں حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیلؑ حضرت ہاجرہؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واقعات زندگی انسان کی آنکھوں کے سامنے آ جاتے ہیں اور اس کے اندر ایک نیا ایمان اور عرفان پیدا ہوتا ہے۔ یوں تو اور قوموں نے بھی اپنے بزرگوں کے واقعات تصویری زبان میں کھینچنے کی کوشش کی ہے جیسے ہندو دسہرہ میں اپنے پُرانے تاریخی واقعات دہراتے ہیں مگر مسلمانوں کے سامنے خدا تعالیٰ نے ان کے آباء واجداد کے تاریخی واقعات کو اسی طرز پر رکھا ہے کہ اس سے پرانے واقعات کی یاد بھی تازہ ہو جاتی ہے اور آئندہ پیش آنے والے حادثہ یعنی قیامت کا نقشہ بھی آنکھوں کے سامنے کھچ جاتا ہے۔ اسی طرح رمی الجمار کی اصل غرض بھی شیطان سے بیزاری کا اظہار کرنا ہے اور ان جمار کے نام بھی جمرۃ الدنیا۔ جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ العقبیٰ اس لئے رکھے گئے ہیں کہ انسان اس امر کا اقرار کرے کہ وہ دنیا میں بھی اپنے آپ کو شیطان سے دور رکھے گا اور عالم برزخ اور عالم عقبیٰ میں بھی ایسی حالت میں جائے گا کہ شیطان کا کوئی اثر اُس کی روح پر نہیں ہوگا۔ اسی طرح ذبیحہ سے اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رکھے اور جب بھی اس کی طرف سے آواز آئے وہ فوراً اپنا سَر قربانی کے لئے جھکا دے اور اس کی راہ میں اپنی جان تک دینے سے بھی دریغ نہ کرے۔ پھر سات طواف سات سعی اور سات ہی رمی ہیں۔ اس سات کے عدد میں روحانی مدارج کی تکمیل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ کہ اس کے بھی سات ہی درجے ہیں جن کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ چنانچہ سورۂ مومنون میں ان درجات کی تفصیل دی گئی ہے۔ اسی طرح حجر اسود کہ بوسہ دینا بھی ایک تصویری زبان ہے۔ بوسہ کے ذریعہ انسان اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ مَیں اس وجود کو جس کو مَیں بوسہ دے رہا ہوں اپنے آپ سے جدا رکھنا پسند نہیں کرتا بلکہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے جسم کا ایک حصہ بن جائے۔

غرض حج ایک عظیم الشان عبادت ہے جو ایک سچے مومن کے لئے ہزاروں برکات اور انوار کا موجب بنتی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ آجکل مسلمان صرف رسمی رنگ میں یہ فریضہ ادا کرنے کی وجہ سے اس کی برکات سے پوری طرح متمتع نہیں ہوتے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم زیر تفسیر سورۃ البقرۃ آیت 204)

بقیہ: خطاب حضورانور از صفحہ نمبر 16

عجیب عجیب قسم کی حرکتیں ان ملکوں میں رائج ہو رہی ہیں۔ یہ سب چیزیں انسان کو خدا سے دُور لے جانے والی باتیں ہیں اور ملک کی ترقی کے بجائے ملک کو نقصان پہنچانے والی ہیں جس کا ابھی تو ان قوموں کو احساس نہیں ہو رہا لیکن ایک وقت آئے گا جب ان کو احساس ہوگا کہ شخصی آزادی کے نام پر جو اخلاق سوز حرکات ان میں ہو رہی ہیں ان کے لئے من حیث القوم بھی اور انفرادی طور پر بھی نقصان دہ ثابت ہوں گی۔ جس کا احساس بعض لوگوں کو ہونا بھی شروع ہو گیا ہے اور سکون کی تلاش میں، جو حقیقی سکون ہے اس کے لئے یہ لوگ پھر مذہب کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے مقامی لوگ ان مغربی ممالک میں احمدیت سے متعارف ہوتے ہیں اور احمدیت قبول کرتے ہیں اور اس نام نہاد آزادی سے بچ رہے ہیں اور دُور ہٹ رہے ہیں۔ ان میں پڑھے لکھے مرد و خواتین بھی ہیں اور یہاں تو عموماً اکثریت پڑھے لکھوں کی ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ ہماری بقا اس آزادی میں نہیں جو ظاہری آزادی ہے بلکہ ہماری بقا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں ہے اور اُس آزادی میں ہے جس کی تعریف مذہب نے کی ہے۔ کئی ایک نے میرے سامنے اس بات کا اظہار بھی کیا ہے۔

تو اگر کوئی یہاں یہ سمجھتا ہے کہ یہ لوگ بڑے آزاد ہیں اور ہمیں بھی آزاد ہونا چاہئے تو اس کو بھی اپنی اصلاح کر لینی چاہئے کیونکہ یہ آزادی ان لوگوں کو بھی ایک وقت میں تباہی کی طرف لے جانے والی ہوگی۔ اگر گہرائی میں جا کر دیکھیں تو اصل میں جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اس آزادی نے ان لوگوں میں بے چینی پیدا کر دی ہے۔ اخلاقی گراوٹ کی بھی انتہا ہو رہی ہے بلکہ بعض معاملات میں اخلاق کے معیار ہی بدل گئے ہیں۔ جسم کے ننگ اور پبلک جگہ پر اپنے بعض جذبات کا اظہار، یہ شخصی آزادی سمجھا جاتا ہے جبکہ درحقیقت یہ اخلاقی گراوٹیں ہیں اور خدا سے دُور لے جانے والی چیزیں ہیں جو کہ کوئی بھی سعید فطرت برداشت نہیں کر سکتا۔

پس ان ملکوں میں رہتے ہوئے ان باتوں سے بچنا ایک احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کیونکہ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا آپ یہاں آئے ہیں مذہبی دہشتگردی کا شکار ہونے کی وجہ سے۔ آپ کو یہاں کی حکومتوں نے پناہ دی ہے آپ کی مذہبی آزادی کے سلب ہونے کی وجہ سے۔ پس یہ ذمہ داری ہے آپ لوگوں کی کہ اس کا احساس دل میں پیدا کریں کہ یہاں کی آزادی کو اپنانا یا ہر بات کو اپنانا ضروری نہیں ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نہ صرف ان چیزوں سے اپنے دین کی حفاظت کے لئے بچنا ضروری ہے بلکہ احمدیت اور اسلام کے پیغام کو ان لوگوں تک پہنچانے کے لئے بھی ضروری ہے کہ ان تمام اخلاقی برائیوں اور دنیا کی ہوا و ہوس سے اگر نہ بچیں گی تو اپنا دین بھی خراب کریں گی اور اپنے مقصد کو بھی ضائع کریں گی۔ جب ان سے بچیں گی تو تبھی خدا تعالیٰ کی مدد بھی شامل حال ہوگی اور تبھی وہ فرق ظاہر کر سکیں گی جو ایک خدا کے عابد بندے اور ایک دنیادار میں ہوتا ہے۔ تبھی ہم ان قوموں کو ان کی پیدائش کی غرض سے آگاہ کر سکیں گے اور تبھی ہم انہیں خدا کے قریب لانے والے بن سکیں گے۔

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ظاہری دنیاوی آزادیاں، آزادیاں نہیں۔ نہ ہی ان سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ اطمینان قلب کے لئے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ضروری ہے نہ کہ دنیاوی ہوا و ہوس میں ڈوب جانا۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے بڑے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورۃ الرعد:29) پس جان لو کہ اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم کا صرف دعویٰ نہیں ہے بلکہ حقیقی اطمینان ہے ہی خدا تعالیٰ کے ذکر میں۔ اگر کوئی سمجھتا ہے کہ تفریح کے لئے آزادی ہونی چاہئے۔ یہ کیا کہ ہر وقت سنجیدہ ماحول میں رہے اور ہر وقت ماحول پر سنجیدگی طاری رہے اور انسان بالکل خشک بن جائے۔ تو ایک احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ بیشک تفریح ہو، بڑی ضروری چیز ہے تفریح بھی لیکن حدود کے اندر رہتے ہوئے۔ جو تفریح، جو کھیل، جو خوشی اللہ تعالیٰ کی یاد کو بھلا دے وہ حقیقی خوشی نہیں ہے۔ وہ کبھی اطمینان قلب کا باعث نہیں بن سکتی۔ وہ اس نمکین پانی کی طرح ہے جو حلق سے اتر کر پیاس بجھانے کی بجائے حلق کو خشک کر کے پیاس کو اَور بھڑکاتا ہے اور اگر انسان بے عقلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس پانی کو پیتا چلا جائے تو یہی پانی اُسے موت کی وادی میں لے جاتا ہے جبکہ یہ پانی ہی ہے جو زندگی اور نمو کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو جب بارش کی شکل میں اترتا ہے تو زمینوں کو سرسبز و شاداب کر دیتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو انسان کے لئے بلکہ ہر جانور کے لئے خوراک پیدا کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ پانی ہی ہے جو ہر جاندار کو نئی زندگی عطا کرتا ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ دنیاوی ہوا و ہوس کے پانی کو اپنی زندگی کی بحالی کا ذریعہ نہ سمجھیں بلکہ اطمینان قلب کے لئے، اپنی روحانی زندگی کے لئے، اپنی بقا کے لئے ہر ایک کو روحانی پانی کی ضرورت ہے۔ اور روحانی پانی اترتا ہے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے سے۔ پس یہاں رہنے والے یہ نہ سمجھیں کہ مغرب کی آزادی سکون قلب کا ذریعہ ہے۔ اس میں سوائے بے چینی کے اور کچھ نہیں۔ یہاں رہنے والی بعض عورتیں اور بچیاں خیال کرتی ہیں، اسی طرح نوجوان لڑکے اور مرد بھی کہ ہمارے پر جماعتی طور پر جو بعض پابندیاں عائد ہوتی ہیں اس سے ہماری آزادی سلب ہو رہی ہے۔ جبکہ اگر وہ گہرائی میں جا کر دیکھیں تو احساس ہو کہ آزادی سلب نہیں ہو رہی بلکہ حقیقی آزادی کے معیار قائم ہو رہے ہیں۔ جو بعض اِکّا دُکّا نوجوان لڑکے لڑکیاں اس ماحول سے متاثر ہوتے ہیں اور آزادی کے حصول کے لئے بعض دفعہ ماں باپ کے گھروں سے بھی چلے جاتے ہیں آخر کسی نہ کسی وقت انہیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم نے غلطی کی۔ آزادی کے نام پر ہم نے اپنے آپ کو آگ کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔ پھر ندامت اور شرم کے احساس سے جماعت سے دوبارہ رجوع کرتے ہیں۔ پس ہمیشہ ایک مومنہ اور ایک مومن کو کسی بھی چیز کے اختیار کرنے سے پہلے گہرائی میں جا کر اس کے نفع و نقصان کو دیکھنا چاہئے اور صرف دنیاوی نفع و نقصان نہیں بلکہ دینی اور روحانی نفع دیکھیں کیا ہے۔ اپنی زندگی کے مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔

جیسا کہ مَیں نے شروع میں ذکر کیا تھا کہ ٹی وی چینلز اور دوسرے میڈیا کا بے جا استعمال جو ہے وہ خرابی پیدا کرتا ہے۔ اس کا استعمال صرف اس حد تک کریں جو آپ کے علمی معیار کو بڑھانے والا ہو یا ہلکی پھلکی تفریح کے لئے ہو۔ اسی طرح ان ملکوں میں رہتے ہوئے خاص طور پر نوجوان لڑکیاں اور لڑکے اس حد تک فیشن کو نہ اپنائیں جو حیا کی حدود کو توڑتا ہو۔ وہی فیشن اپنائیں جو حیا کی حدود کے اندر ہو۔ خاص طور پر لڑکیاں ایسے فیشن کریں جو حیا کے دائرے کے اندر رہتے ہوئے ہوں جو ان کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہو۔ ان میں اور دوسروں میں فرق نظر آتا ہو۔ بعض لڑکیاں کہہ دیتی ہیں کہ ہم نے سر ڈھانک لیا ہے اور یہ کافی ہے لیکن سر اس طرح نہیں ڈھانکا ہوتا جس طرح اللہ اور اس کے رسول نے حکم دیا ہے۔ بال صاف نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ آدھا سر ڈھکا ہوتا ہے آدھا ننگا ہوتا ہے، گریبان تک نظر آ رہا ہوتا ہے۔ کوٹ اگر پہنا ہوا ہے تو کہنیوں تک بازو ننگے ہوتے ہیں۔ گھٹنوں سے اوپر کوٹ ہوتے ہیں۔ یہ نہ ہی ایک احمدی لڑکی اور عورت کی حیا ہے اور نہ ہی یہ ایک احمدی عورت کی آزادی کی حد ہے بلکہ اس ذریعہ سے اس طرح کی حرکتیں کر کے وہ اپنی حیا پر الزام لا رہی ہوتی ہیں اور بحیثیت احمدی اپنی آزادی کی حدود کو بھی توڑ رہی ہوتی ہیں۔

پس ہمیشہ ایک احمدی عورت کو جس کا ایک تقدس ہے یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی حدود کا ایک دائرہ ہے۔ اس حدود کے دائرے سے تجاوز کرنا آپ کے تقدس کو مجروح کرتا ہے۔ اگر یہاں تعلیم پا کر روشن خیالی کے نام پر آپ انٹرنیٹ پر اور email کے ذریعے یہ ساری چیزیں دیکھتی ہیں اور اپنی آزادی کی خود حدود مقرر کرتی ہیں، لڑکوں سے رابطے کرتی ہیں تو اپنے تقدس کو مجروح کر رہی ہیں۔ یہ تعلیم جو اس طرح کی آزادی کے خیالات ایک احمدی بچی کے دل میں پیدا کرے نعمت نہیں ہے بلکہ لعنت ہے۔ کیونکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ آزادی کے نام پر جن لڑکیوں نے اس طرح تعلقات پیدا کئے، پھر دوستیاں کیں انہوں نے اپنے گھر بھی برباد کئے اور دوسری عورتوں کے گھر بھی برباد کئے اور اپنے خاندان کے لئے بھی بدنامی کا باعث بنیں۔ اور اس طرح سے اس تعلیم نے اپنے معاشرے میں اس لڑکی کے مقام کو بڑھانے کی بجائے گھٹانے کا کردار ادا کیا۔ ایسی تعلیم پھر نعمت نہیں رہتی، ایسی آزادی پھر نعمت نہیں رہتی بلکہ لعنت بن جاتی ہے۔ مغربی معاشرے میں غیر از جماعت معاشرے میں بیشک یہ دوستیاں معمولی بات ہوں گی لیکن احمدی معاشرے میں عزیز رشتے داروں اور ماں باپ کے لئے شرمندگی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ پس ہمیشہ ایک احمدی لڑکی ایک احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا ایک تقدس ہے، اس کا ایک مقام ہے جس کو قائم رکھنا ہر دوسری خواہش سے زیادہ ضروری ہے۔ اپنی عزت کی حفاظت اور اپنے خاندان کی عزت کی حفاظت ایک احمدی عورت اور لڑکی کے لئے سب سے زیادہ اہم چیز ہے اور ہونی چاہئے۔ ایک احمدی عورت اور بچی کی عصمت کی قیمت ہزاروں لاکھوں جواہرات سے زیادہ قیمتی ہے۔ پس اس کی حفاظت کرنا اور اس کی حفاظت کے طریق جاننا ایک احمدی عورت اور لڑکی کے لئے انتہائی ضروری چیز ہے بلکہ فرض ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی لڑکی اور ایک احمدی عورت نے اپنی حیا کی حفاظت کرنی ہے، اپنی عصمت کی حفاظت کرنی ہے، اپنے تقدس کو قائم رکھنا ہے۔ اور یہ پاکستانی کلچر نہیں ہے بلکہ اسلام کی تعلیم ہے۔ اس لئے چاہے وہ جرمن قوم سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے یا کسی بھی دوسرے یورپین ملک سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے یا پاکستان اور ایشیا سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے یا افریقہ سے تعلق رکھنے والی احمدی عورت ہے، ایک بات ہر عورت میں قدر مشترک ہونی چاہئے کہ اُس نے تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگی گزارنی ہے اور اپنی حیا اور عصمت کی حفاظت کرنی ہے تبھی وہ حقیقی احمدی مسلمان کہلا سکتی ہے۔ اور پاکستان سے آئی ہوئی لڑکیوں اور عورتوں کو خاص طور پر اپنے آپ کو نمونہ بنانا چاہئے۔

مجھے کئی شکایات آتی ہیں جب بعض لڑکیاں، چاہے وہ چند ایک ہی ہوں، دوستیوں میں اور براہ راست لڑکوں سے تعلقات میں اس قدر آگے چلی جاتی ہیں کہ بعض شادی شدہ عورتوں کے گھروں کو برباد کر دیتی ہیں۔ اور اگر پوچھو تو کہہ دیتی ہیں کہ اس میں کیا حرج ہے، اسلام میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی اجازت ہے۔ اسلام میں اگر اجازت ہے تو یہ مرد کو اجازت ہے اس کی اپنی جو ضروریات ہیں جو شرائط ہیں ان کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ان شرائط کے ساتھ اجازت ہے نہ کہ بلاوجہ غلط تعلقات کی وجہ سے۔ اور اس کے لئے پھر جو جائز طریقے ہیں وہ اپنانے چاہئیں نہ کہ غلط طریقے سے۔ پس ایک احمدی عورت کو، ایک احمدی لڑکی کو اپنی حدود کی حفاظت کرنی چاہئے۔ یہاں جرمنی میں جرمن قوم میں سے بعض جو شامل ہونے والی لڑکیاں ہیں وہ اپنی حیا کے زیادہ اچھے نمونے دکھاتی ہیں۔ کئی نوجوان لڑکیاں ہیں جو شادی کے قابل ہیں مجھے لکھتی ہیں یا جماعت کو کہتی ہیں کہ ہماری شادی کے انتظامات کریں اور یہی صحیح طریق ہے۔ پھر اخلاص اور نیکی میں ترقی کرنے والی ہیں باوجود اس کے کہ ان کی اٹھان اور پرورش ایسے ماحول میں ہوئی ہے جہاں آزادی ہے اور ان کے گھروں میں کوئی روک ٹوک بھی نہیں۔ لیکن جب احمدیت میں شامل ہوئیں تو یکسر اپنے آپ کو بدل لیا یا بدلنے کی بہت زیادہ کوشش کر رہی ہیں۔ پس پاکستان سے آنے والی بھی ہمیشہ یہ بات سامنے رکھیں کہ اگر یہ نام نہاد آزادی زندگی کے لئے اتنی ہی ضروری ہے کہ اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا تو پھر اس جرمن قوم کی لڑکیوں کو اور عورتوں کو احمدی ہونے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ سمجھتی ہیں کہ جماعت میں شامل ہونے کے بعد اُن کو بعض پابندیوں سے گزرنا پڑے گا۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اگر ان سے پوچھیں تو یقیناً یہ جواب ہوگا کہ یہ آزادی جو مغرب کی آزادی ہے اس میں سوائے بے سکونی کے اَور کچھ نہیں ہے۔ پس ہم ترجیح دیتے ہیں ان پابندیوں کو جو خدا تعالیٰ کے قریب کرنے والی ہیں اور جن سے دل کو سکون ملے۔

پس اللہ تعالیٰ نے جو ایک حقیقی مومنہ سے توقعات رکھی ہیں اور حقیقی مومنہ بننے کے لئے جو احکامات دیئے ہیں جو حقیقی مومنہ کی خصوصیات ہمیں بتائی ہیں ان کو اختیار کرنے اور ان پر عمل کرنے کی ہر احمدی عورت کو کوشش کرنی چاہئے۔ وہ خصوصیات کیا ہیں؟ ان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ فرمایا کہ ہمیشہ تقویٰ پر چلنے والی عورتیں جو ہیں وہی مسلمات ہیں یعنی اسلام پر کامل یقین رکھتی ہیں اسلام کو حقیقی نجات کا مذہب سمجھتی ہیں اور اس کو حقیقی نجات کا مذہب سمجھتے ہوئے اختیار کرتی ہیں۔ پھر اسلام لانے کے بعد ایمان میں ترقی کی طرف قدم بڑھاتی ہیں اور یہ ایمان میں ترقی اُنہیں دنیا کے لالچوں اور دلچسپیوں سے دُور کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لئے انہیں گہرا فہم اور ادراک عطا کرتی ہے۔ علمی طور پر بھی اور روحانی طور پر بھی۔ اللہ تعالیٰ اس کے رسول، اس کی کتاب اور تمام ارکانِ ایمان پر ایمان میں ترقی کی طرف قدم بڑھتے ہیں۔

پھر ایک نشانی ہے کہ جب ایمان میں ترقی ہوتی ہے تو قَانِتَات بنتی ہیں یعنی مکمل طور پر خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری میں آ جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے یہ فرمانبرداری کے عمل ہمیشہ ان سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر جب فرمانبرداری کے معیار حاصل ہوتے ہیں تو صادق بننے کی طرف قدم اٹھتے ہیں۔ اور صادق کون ہیں یا صادقات کون ہیں؟ وہ جو ہر قسم کے جھوٹ فریب دھوکے سے پاک ہو اور ہر قسم کی منافقت سے پاک ہو۔ جو مُنہ سے کہہ رہی ہو وہی اس کے دل میں ہو۔ یہ نہیں کہ دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے اپنے بدلے لینے کے لئے جماعت میں دوسرے کے بارے میں غلط شکایات بھیج دیں یا مجالس میں بیٹھ کر ایک دوسرے کے بارہ میں غلط باتیں کر رہی

ہوں اور سامنے جا کر کہیں کہ مَیں نے تو نہیں کیں۔ اور وہ بھی صادقات میں شمار ہوتی ہیں جو دنیاوی چیزوں سے زیادہ خدا اور رسول سے محبت کرنے والی ہوں۔ جب زمانے کے امام کو اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر مانا ہے تو پھر خالص ہو کر اس کی اطاعت کا جُوآ اپنی گردن پر ڈالنے والی ہوں۔ جب خلیفۂ وقت سے کامل فرمانبرداری اور اطاعت درمعروف کا عہد کیا ہے یعنی ہر معروف فیصلے کو ماننے کا عہد کیا ہے تو پھر اس کو نبھانے والی ہوں۔ اور جب احمدی عورت اس طرح صدق پر قائم ہو جائے تو اُن کی آئندہ نسلیں بھی صدق پر قائم ہونے والی ہوں گی۔ اُن کی گودوں سے صادقین اور صادقات پل کر نکلیں گے جو احمدیت کی تعلیم کا وہ نمونہ دکھانے والے ہوں گے جس سے صرف اور صرف حق اور صداقت کی خوشبو آئے گی۔ اور حق اور صداقت کی خوشبو، ایک ایسی خوشبو اور دائمی خوشبو ہے جس کے سامنے ہر قسم کے جھوٹ، لغویات، بیہودگی اور منافقت کی بدبودار ہوائیں ٹھہر نہیں سکتیں بلکہ غائب ہو جاتی ہیں۔ یہ ایک ایسی خوشبو ہے جو فضا کو ہمیشہ معطر رکھتی ہے۔ یہ ایک ایسی خوشبو ہے جس کے بکھیرنے والے محبت امن اور سلامتی کی مثالیں قائم کرنے والے بن جاتے ہیں۔ پس جب ایک عورت صادقات میں شامل ہوتی ہے تو صادقین اور صادقات کے خوشبودار پودے لگاتی چلی جاتی ہے۔ دنیا کے امن اور سلامتی اور پیار اور محبت کی ضمانت بن جاتی ہے۔ پس اپنے اس مقام کو پہچانیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم اپنے عہد کو سچا کرتے ہوئے صادقات میں شامل ہو جاؤ تو پھر اگلا قدم صابرات کا ہے۔ یعنی پھر یہ سچائی تمہاری زندگی کا مستقل حصہ بن جائے۔ دنیا کی لغویات، دنیا کی بیہودگیاں، دنیاداروں کی تصنع اور منافقت سے پُر باتیں، شیطان کے حملے، تمہارے پائے استقامت میں لغزش نہ آنے دیں بلکہ صبر اور مستقل مزاجی سے تم صداقت پر ہمیشہ قائم رہو۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تقویٰ پر چلنے والوں کی ایک خصوصیت خشوع ہے۔ اس لئے جہاں مردوں کو اس کا حکم ہے عورتوں کو بھی حکم ہے کہ خَاشِعَات بن کر رہو۔ یعنی کامل اور مکمل عاجزی دکھانے والی بنو۔ ایمان میں بڑھنے والی اور اللہ تعالیٰ کا خوف اور اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں رکھنے والی بنو۔ اور صبر کے ساتھ صدق پر چلنے والی اس وقت بنیں گی جب خاشعات بھی ہوں گی۔ جب اپنے مزاجوں میں عاجزی پیدا کریں گی، جب اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں ہوگا۔ اپنے پر اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا اظہار اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے کریں گی نہ کہ اپنی بڑائی جتانے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر پیسے کی فراوانی دی ہے، دولت کی فراوانی دی ہے یا حالات بہتر کئے ہیں تو اس سے اور زیادہ عاجزی پیدا ہونی چاہئے۔ اس دولت کو خداتعالیٰ کے دین کی خاطر پیش کریں۔ لیکن یہ کبھی دل میں خیال نہ آئے کہ مَیں نے مسجد کے لئے اتنا چندہ دے کر یا فلاں نیک کام کر کے کسی پر یا جماعت پر احسان کیا ہے۔ پھر لوگوں میں بیٹھ کر اس کا پرچار بھی کبھی نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا ذکر بھی کبھی نہیں ہونا چاہئے۔ حدیث میں آتا ہے کہ بعض صدقات اس طرح دو کہ ایک ہاتھ سے دو تو دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ (بخاری کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ بالیمین حدیث نمبر 1423)

عاجزی کے اظہار کی ایک یہ بھی قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگر فرمانبردار اولاد دی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے اس کو ہمیشہ نیکیوں کی طرف توجہ دلاتی رہیں نہ کہ اس کو اپنی بڑائی کا ذریعہ بنالیں۔

بعض عورتیں دیکھی ہیں، شکایات آجاتی ہیں بعض دفعہ کہ اولاد کی فرمانبرداری بھی ان میں تکبر پیدا کر دیتی ہے۔ مثلاً کئی دفعہ ایسی باتیں بھی آجاتی ہیں سامنے کہ اس بات پر تکبر ہے کہ میرا بیٹا میرا بہت زیادہ فرمانبردار ہے۔ اگر مَیں اُسے کہوں کہ جاؤ اور اپنی بیوی کو دو چار چپیڑیں مار آؤ تو فوراً مار دے گا۔ اور کئی عورتیں ایسا کرتی ہیں۔ بعض احمدی گھروں میں ایسی باتیں سن کر حیرت ہوتی ہے کہ مائیں اپنے بیٹوں کے ذریعے ناجائز طور پر اپنی بہوؤں کی پٹائی کروا رہی ہوتی ہیں۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس طرح کی حرکتیں اللہ تعالیٰ کے انعام کی بے قدری ہے۔ ایسی عورتیں سب طاقتوں کا سرچشمہ خداتعالیٰ کی ذات کو نہیں سمجھتیں بلکہ اپنے آپ کو سمجھتی ہیں۔ اور یہ تقویٰ سے دور لے جانے والی باتیں ہیں۔ ایسے بے قدروں سے پھر اللہ تعالیٰ انعام چھین بھی لیا کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا خوف اور عاجزی ایک حقیقی مومن کی نشانی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے وہ ہیں جو مُتَصَدِّق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس طرح مرد کے لئے مُتَصَدِّق ہونا ضروری ہے، عورت کے لئے مُتَصَدِّقَات میں شامل ہونا ضروری ہے۔ یعنی جو آپ پر اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں انہیں اپنے کمزوروں کے لئے استعمال کرنا۔ اگر بہتر حالات ہیں تو دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچانا۔ اگر کوئی علم ہے تو اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانا۔ عموماً عورتیں اپنے زیور بنانے اور اچھے سے اچھا کپڑا پہننے کی طرف زیادہ توجہ رکھتی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کشائش دی ہوئی ہے تو غریبوں کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔ اپنے سے مالی لحاظ سے کمزور عزیزوں کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے۔ یہ ان کے لئے صدقہ نہیں ہوگا بلکہ تحفہ ہوگا۔ اس طرح جب شادیوں، بیاہوں پر اپنے بچوں کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کرتی ہیں تو اپنے خاوندوں کو بھی توجہ دلائیں اور خود بھی کریں کہ غریبوں کے لئے بھی، ان کی شادیوں کے لئے بھی کچھ نکالنا چاہئے۔ پاکستان سے باہر ملکوں میں آئی ہوئی جو عورتیں ہیں، پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں، خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ بچت کر کے کچھ نہ کچھ باقاعدگی سے شادی فنڈ کے لئے دیا کریں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن عورتیں صَائِمَات ہوتی ہیں۔ یعنی اپنے روحانی معیاروں کو اونچا کرنے والی ہوتی ہیں۔ روزے رکھ کر اپنے نفس کی قربانی دینے والی ہوتی ہیں۔ اور جب نفس کی قربانی کی عادت پڑتی ہے تو غریبوں کے لئے قربانی کا معیار بھی بڑھتا ہے اور روحانیت میں ترقی بھی ہوتی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک عورت جو خداتعالیٰ کا قرب چاہتی ہے، جو اپنے ایمان کو کامل کرنا چاہتی ہے اسے اپنے تقدس کا بھی خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے۔ اور ایک احمدی عورت جس نے اِس زمانے کے امام کو مانتے ہوئے یہ عہد کیا ہے کہ اپنے آپ کو تمام برائیوں سے بچائے رکھوں گی اُسے تو اپنی عزت، عصمت اور تقدس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے۔ اس کا لباس، اس کی چال ڈھال، اس کی بات چیت کا انداز دوسروں سے مختلف ہونا چاہئے۔ یہ نہیں کہ آزادی کے نام پر لڑکے لڑکیوں کی مِکس (Mix) پارٹیوں میں حصہ لے یا لباس ایسے ہوں جو ایک احمدی عورت کے تقدس کی نفی کرتے ہوں، پردے اور حجاب کا بالکل خیال نہ ہو۔

یہاں مَیں ایک بات اور بھی واضح کر دیتا ہوں۔ مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ عہدیداران اگر کسی قابل بھی ہیں، کوئی شخص کسی عہدے کے قابل بھی ہے لیکن اگر اس کے پردے میں کمی ہے تو اس کو عہدہ نہیں ملنا چاہئے۔ بلکہ اس سے بہتر ہے کہ کم علم والی لیکن اپنے تقدس کا اور حیا کا خیال رکھنے والی ہو تو اس کو عہدہ دیا جائے۔

تو بہرحال جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ جوانی میں جب لڑکیاں قدم رکھتی ہیں تو ان کے کوٹ گھٹنوں سے نیچے ہونے چاہئیں۔ ایسے کوٹ پہننے چاہئیں جو ان کا پورا جسم ڈھانکنے والے ہوں نہ کہ فیشن۔ اور بازو لمبے ہونے چاہئیں۔ ایک احمدی عورت ایک احمدی لڑکی کی پہچان یہ ہونی چاہئے کہ اس کا لباس حیادار ہو۔ پس اپنے لباسوں کا خاص طور پر خیال کریں کیونکہ یہ بھی ایک احمدی عورت کے تقدس کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہوگی اگر نئی شامل ہونے والیاں تو اس بات کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے لباس میں حیا کا پہلو مدنظر رکھیں اور پرانی احمدی اس معاشرہ کے بداثرات کی وجہ سے اپنے حیادار لباس سے بے پرواہ ہو جائیں۔ پس ان باتوں کا ہمیشہ خیال رکھیں اور اپنے جائزے لیتی رہیں ورنہ شیطان کے حملے، جیسا کہ مَیں نے کہا، میڈیا کے ذریعہ سے اتنے شدت سے ہو رہے ہیں کہ ان سے بچنا محال ہے۔ جب اپنے جائزے لیتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں گی، اپنی عبادتوں کی طرف توجہ دیں گی، اپنی زبانوں کو دعاؤں اور ذکر سے تر رکھنے کی کوشش کریں گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ پھر ایسے لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ انہیں گناہوں سے بچاتا بھی ہے کیونکہ گناہوں سے بچنے کے لئے وہ نیک اعمال بجالانے کی کوشش کر رہی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف توجہ بھی کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہی ہوتی ہیں۔ اور پھر صرف یہی نہیں کہ گناہوں سے ایسے لوگ بچتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مومنوں کے لئے جو تقویٰ پر چلنے والے لوگ ہیں ایک اجر عظیم ہے۔ ایک ایسا اجر ہے جو نہ ختم ہونے والا اجر ہے جو دنیا و آخرت دونوں جگہ کام آتا ہے۔

پس ایسی مائیں جو نیکیوں پر قائم ہوتی ہیں ان کی اولادیں بھی ان نیکیوں پر چلنے والی ہوتی ہیں۔ اس بات کا ہر عورت کو ہر لڑکی کو خیال رکھنا چاہئے۔ یعنی پھر ایسی عورتوں سے نیکیوں کی وہ نہریں بہ رہی ہوتی ہیں یا جاری ہو جاتی ہیں جو دریاؤں کی شکل اختیار کرتی ہیں اور جو ہر برائی کو اپنے سامنے سے بہاتی چلی لے جاتی ہیں۔

پس ہر احمدی عورت کو اپنی اہمیت کو سمجھنا چاہئے کہ کیا اُس کی اہمیت ہے۔ جب زمانہ کے امام کو مان لیا تو آپ اب معمولی عورتیں نہیں رہیں، اب آپ ان میں شامل نہیں جو لہو و لعب کے پیچھے چلنے والی ہیں، جن کو دنیاوی لذات اور لغویات متاثر کرتی ہیں۔ بلکہ اس معاشرے میں رہنے کے باوجود جہاں ہر طرف کھلا گند بکھرا پڑا ہے آپ کی ایک انفرادیت ہے اور ہونی چاہئے۔ ایک احمدی عورت کا مقام دوسری عورتوں سے بہت بلند ہے اور ہونا چاہئے۔ کیونکہ جیسا کہ مَیں نے کہا آپ زمانے کے امام کی بیعت میں آگئی ہیں۔ آپ نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد کیا ہے۔ اور عہد کیا ہے؟ وہ عہد ہے کہ ہم قرآن کریم کی تعلیم کو کلّی طور پر اپنے اندر جاری کرنے کی کوشش کریں گی۔ وہ عہد جو آپ نے کیا ہے وہ یہ عہد ہے کہ ہم دنیا میں انقلاب لانے کا ذریعہ بنیں گی۔ دنیا کو آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنے کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گی۔ ابھی ابھی صدر صاحبہ نے کچھ الفاظ دہرائے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گی۔ یہ وہ عہد ہے جو آج ایک احمدی عورت کے علاوہ کسی نے نہیں کیا۔ پس اگر اپنے نفس کی اصلاح کے لئے دنیاوی چاہتوں اور خواہشوں کی قربانی نہ دی تو یہ انقلاب لانے کے لئے جو آپ کے عہد ہیں یا قربانیاں کرنے کے لئے جو آپ کے عہد ہیں اس کے لئے کس طرح تیار ہوں گی۔

پس ہر آن اور ہر وقت اپنے اندر جھانکتی رہیں کہ یہی اصلاح کا طریقہ ہے۔ اپنے ایمان اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے ان تمام ذرائع کو بروئے کار لائیں اور لانے کی کوشش کریں، ان پر عمل کریں جن کا خداتعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ دنیاوی میڈیا پر آنے والی دنیاداری کی باتیں آپ کی توجہ جذب کرنے والی نہ ہوں، نہ ہی ان دنیاداروں کے فیشن اور دنیا پرستی آپ کو کبھی متاثر کرنے والی بن سکے۔ کیونکہ جس انقلاب کی آپ باتیں کرتی ہیں اُس کا اِن لوگوں سے دُور کا بھی واسطہ نہیں جو دنیادار ہیں۔ دنیاداروں میں اگر آپ دیکھیں، کوئی بھی عورت جو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اپنے قول اور فعل کو ایک ثابت کرنے کا اظہار کرتی ہے، لیڈرانہ صلاحیتیں رکھنے والی بھی بیشک ہے، انقلاب کی باتیں کرنے والی بھی ہے، حقوق کے لئے لڑنے والی بھی ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود ان کا دائرہ محدود ہے۔ وہ عورت یا وہ عورتیں جس انقلاب کی بات کرتی ہے اُس کا دائرہ محدود ہے۔ وہ صرف عورتوں کے حقوق کی بات کرے گی اور چند دنیاوی آسائشوں کی بات کرے گی اور یہ بات کر کے ان کی بات ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ صرف دنیاوی حقوق کا حصول ہی اُن کا مقصد ہوتا ہے۔ ایسی عورت جو دنیادار ہے اگر علم کی بات کرتی ہے تو صرف دنیاوی علم کی بات کرتی ہے۔ ہر جگہ جہاں بھی آپ دیکھیں گی آپ کو ان عورتوں میں، ان کے ہر دعوے میں، ان کے ہر فعل میں، ان کے ہر کام میں روحانیت کا فقدان نظر آئے گا۔ اللہ کی رضا کے حصول کی کوشش جو ہے ان دنیاوی انقلاب لانے کے دعویداروں میں آپ کو کبھی نظر نہیں آئے گی۔ اور جب اس چیز کا فقدان ہو تو حقوق کا مطالبہ کرنے والی جو ہیں، وہ بھی زیادتی کر جاتی ہیں۔ انقلاب لانے والے بھی ظلم کے طریق اپنانے لگتے ہیں اور نتیجۃً معاشرہ میں اُن زیادتیوں کی وجہ سے فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ آج بھی بہت سی تنظیمیں عورتوں کے حقوق کی بات کرتی ہیں اور معاشرہ میں عورت کے مقام کے لئے کوشش بھی کرتی ہیں لیکن یہ کوشش دیرپا نہیں ہوتی اور اس کے لئے فسادوں کے نئے سے نئے رستے کھل جاتے ہیں کیونکہ حقیقی روح نہیں ہوتی، روحانیت نہیں ہوتی۔ لیکن ایک احمدی عورت جب انقلاب کی بات کرتی ہے تو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ پیش نظر ہوتا ہے اس لئے حقوق کی حدود کا تعین بھی ہوتا ہے اور فرائض کی ادائیگی کا بھی اور روحانیت میں بڑھنے کی کوشش بھی ہوتی ہے تا کہ اصل مقصد جو خداتعالیٰ کی رضا ہے اس کو حاصل کر سکے۔

مغرب میں اگر تعلیم یافتہ عورت ملازمت کے حق کی بات کرتی ہے تو یہ بھول جاتی ہے کہ اس کی ایک بہت بڑی ذمہ داری اپنے گھر کو سنبھالنا بھی ہے۔ لیکن اسلام جب عورت کے حق کی بات کرتا ہے تو اسے توجہ دلاتا ہے کہ تمہاری تعلیم اس لئے ہے کہ اپنے بچوں کی نگہداشت کرو، اپنے خاوند کے گھر کی نگران بن کر رہو۔ وَالْحَافِظَاتُ لِلْغَیْبِ یعنی غیب میں ان چیزوں کی حفاظت کا حق ادا کرو جو تمہارے سپرد ہیں۔ اور حق کس طرح ادا کرنا ہے؟ اس کے متعلق فرمایا بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اور وہ حکم یہ ہے کہ نسلوں کی پرورش تمہارے سپرد ہے، گھروں کی حفاظت تمہارے سپرد ہے۔ پس یہ حفاظت کا عظیم کام آپ کے سپرد ہے اور اس کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ بچوں کی دینی اور روحانی ترقی کی طرف توجہ ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ کا اپنا دینی علم اور روحانیت ترقی پذیر نہ ہو، اس کی طرف قدم نہ

بڑھ رہے ہوں۔ آگے کی طرف جب تک آپ کا قدم نہ بڑھ رہا ہو۔

پس اپنے دینی اور روحانی معیار کو بڑھائیں تا کہ اسے اپنی نسلوں میں بھی داخل کرسکیں۔ اور جب آپ اس طریق پر اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کریں گی تو آئندہ نسلوں سے وہ قوم تیار کرنے والی ہوں گی جن میں مسلمین اور مسلمات ہوں گے، جن میں مومنین اور مومنات ہوں گے، جن میں قانتین اور قانتات ہوں گے، جن میں صادقین اور صادقات ہوں گے۔ جن میں صابرین اور صابرات ہوں گے۔ جن میں خاشعین اور خاشعات ہوں گے۔ جن میں مُتَصَدِّقِیْن اور مُتَصَدِّقَات ہوں گے۔ جن میں صَائِمِیْن اور صَائِمَات ہوں گے۔ جن میں حَافِظِیْنَ فُرُوْجَھُم اور حَافِظَات ہوں گے جن میں ذَاکِرِیْن اور ذَاکِــــرَات ہوں گے۔ جب یہ لوگ پیدا ہوں گے تو وہ انقلاب جو آپ لا رہی ہوں گی وہ عارضی انقلاب نہیں ہوگا۔ وہ صرف عائلی حقوق کے حصول کے لئے نہیں ہوگا۔ وہ صرف معاشی حقوق کے حصول کے لئے نہیں ہوگا۔ وہ صرف معاشرتی حقوق کے حصول کے لئے نہیں ہوگا۔ وہ صرف ملکی امن و سلامتی کے قیام کے لئے نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو تمام دنیا کو ہر قسم کے شر سے محفوظ کرنے والا ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو دائمی اثر رکھنے والا انقلاب ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو نسلوں میں جاری رہنے والا انقلاب ہوگا۔ وہ ایسا انقلاب ہوگا جو آپ کو اور آپ کی نسلوں کو خدا کے قریب لانے والا ہوگا۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ ترقی کی منازل دنیاوی لذات سے نہیں ملتیں۔ ایک مومنہ اور ایک مومن کے لئے ترقی دنیاوی آسائشوں کا نام نہیں ہے۔ ترقی ننگے لباس میں نہیں ہے۔ ترقی بے پردگی میں نہیں ہے۔ ترقی مرد اور عورت کی بے حجابیوں میں نہیں ہے۔ بلکہ ترقی اللہ تعالیٰ کی رضا سے وابستہ ہے اور یہی دائمی ترقی ہے۔ ایک مومنہ عورت اور ایک مومن مرد اِس کا فہم و ادراک رکھتے ہوئے کبھی دنیاوی ہوشیاری اور لذات کو اپنی ترقی کا ذریعہ نہیں سمجھتے بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے اور پکے تعلق کو ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ پس جہاں مومنہ اور مومن کے لئے حقوق و فرائض کی حدود ہیں وہاں ایک لامحدود ترقیات کا میدان بھی خالی ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ سے تعلق کا میدان جس کی کوئی حدود نہیں۔

پس ایک حقیقی احمدی کے لئے اگر کوئی لامحدود ہدف یا ٹارگٹ ہے اور ہونا چاہئے تو وہ نیکیوں میں بڑھنے کا ہے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ہے۔ اور جب یہ ہوگا تو تب ہی آپ خیر اُمّت کی مصداق بنیں گی۔ پس اس کو حاصل کرنے کے لئے میدان میں اتریں کیونکہ یہی آپ کی زندگی کی بقا ہے، یہی آپ کی نسلوں کی زندگی کی بقا ہے اور یہی آپ کے انقلاب لانے کے عہد کو پورا کرنے کا ذریعہ ہے۔

یہ سال جو آپ خلافت جوبلی کے سال کے طور پر منا رہی ہیں اس میں اس عہد کی تجدید کریں جو بیعت کا عہد ہے۔ آج دوبارہ اس عہد کی تجدید کریں جو آپ نے 27 مئی کو بھی میرے پیچھے دہرایا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے جھنڈے کو تمام دنیا میں گاڑنا ہے اور خلافت کے قیام کے لئے ہر قربانی دینی ہے اور اس پر عمل کرنے کے لئے اس قربانی کے لئے جیسا کہ میں نے کہا سب سے پہلے اپنے نفسوں کی قربانی کرنی ہوگی۔ اپنے اعمال کو اس قابل بنانا ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ٹھہریں اور جو اعمال اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ٹھہریں گے وہی دنیا میں انقلاب لانے کا ذریعہ بنیں گے۔

پس اس معاشرہ میں رہتے ہوئے ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھائیں اور دنیا کی طرف اتنی نہ جھک جائیں کہ خدا تعالیٰ کے احکامات ہی بھول جائیں۔ آج ماشاءاللہ اس وقت سفید دوپٹوں میں اکثریت ملبوس ہے۔ ان سفید دوپٹوں نے جو وحدت پیدا کی ہے اس ظاہری وحدت کو اپنے دلوں میں بساتے ہوئے خدائے واحد کی وحدانیت کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کی دلوں پر نظر ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ میں سے ہر ایک کو حقیقی اور سچا احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن مومنات میں آپ کا شمار ہو جو حقیقی انقلاب لانے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والی ہوتی ہیں۔ آپ میں سے ہر ایک اُن اعلیٰ معیاروں کو حاصل کرنے والی بنے جو قرون اولیٰ کی مسلمان عورتوں نے قائم کئے تھے۔ وہ معیار قائم کرنے والی بنیں جو امام وقت کی بیعت میں آنے کے بعد اس زمانے میں بھی اپنا سب کچھ قربان کرکے قائم کئے گئے۔ کبھی دولت کی فراوانی یا آسائش یا مغرب کی لہو و لعب آپ پر اثر نہ ڈالے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔

اب دعا کرلیں۔

۞۞۞۞۞۞

پاکستان میں احمدیوں کی مذہبی مخالفت ۔ چند جھلکیاں

(ماہ ستمبر 2011ء)

پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت میں دن بدن شدت آ رہی ہے اور طرح طرح سے معصوم احمدیوں کو ستایا جاتا ہے۔ ایسے ظالمانہ واقعات جگہ جگہ اور کثرت کے ساتھ ہو رہے ہیں۔ سب کا احاطہ تو ممکن نہیں۔ ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان سے موصولہ ماہ ستمبر کے بعض واقعات پر مشتمل انگریزی رپورٹ کا اردو ترجمہ ہدیہ قارئین ہے جس سے احباب کو کسی قدر اندازہ ہوسکتا ہے کہ وہاں احمدیوں کے لئے کس قسم کے خطرات ہیں اور کس طرح وہ نہایت درجہ صبر اور استقامت کے ساتھ ان مظالم کا سامنا کر رہے ہیں۔ انگریزی سے اردو ترجمہ مکرم طارق حیات صاحب نے کیا ہے جس کے لئے ادارہ ان کا ممنون ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے حالات کی بنا پر خاص طور پر احباب جماعت کو دعاؤں اور نفلی روزے رکھنے کی تحریک فرمائی ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یہ دردناک واقعات احباب جماعت کی دعاؤں میں خاص رقّت اور درد پیدا کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے ہیبتناک نشانوں سے ظالموں کی جلد گرفت فرمائے۔ انہیں عبرت کا نشان بنائے۔ اور پاکستان کے معصوم احمدیوں کو اپنے فضل اور رحم سے اپنی نصرت و حفاظت کے غیر معمولی نشانوں سے نوازتے ہوئے ان کی تقویت ایمان کے سامان فرمائے۔ (مدیر)

نومبائع احمدی استاد کا دن دہاڑے سکول میں قتل۔

۞......**فاروق آباد ضلع شیخوپورہ: یکم اکتوبر 2011ء۔**

مکرم دلاور حسین صاحب، نومبائع احمدی کو دن ساڑھے بارہ بجے موٹر سائیکل سواروں نے مقامی پرائمری سکول میں دوران تدریس گولیاں مار کر شہید کردیا۔ ایک گولی آپ کی گردن پر لگی اور دوسری معدہ سے آر پار ہوگئی۔ آپ کو فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا مگر آپ نے راستے میں ہی اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی۔ حملہ آور موقع سے با آسانی فرار ہوگئے۔

مکرم دلاور حسین صاحب گزشتہ سال جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے تھے جس پر آپ کے رشتہ داروں نے غصہ میں آکر آپ کو مرتد کروانے کے لئے کئی حربے استعمال کئے۔ مگر آپ اپنے عقیدہ پر ثابت قدم رہے۔ چند ہفتے قبل، مولویوں کا ایک گروہ آپ سے ملنے آیا اور بحث میں ناکامی پر واپس جاتے ہوئے آپ کو ''واجب القتل'' قرار دے گئے۔ اور پاکستانی حکومت دیگر تمام احمدیوں کی طرح مکرم دلاور صاحب کو بھی اپنے عقیدے کے اظہار کی آزادی کی ضمانت نہ مہیا کرسکی۔ بیالیس سالہ مرحوم کے لواحقین میں ایک بیوہ اور چار بچے ہیں۔

پاکستان میں مولویوں کو کھلی چھوٹ حاصل ہے کہ وہ کسی کو بھی واجب القتل قرار دے کر اس کی موت کا پروانہ جاری کردیں کیونکہ پاکستان میں ایسے فتووں کو روکنے کا کوئی بھی قانون موجود نہ ہے۔ اس ظالمانہ روش کے اولین شکار تو پاکستان کے معصوم احمدی ہی ہیں۔ مگر غیر احمدی بھی ایسے ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ نہیں ہیں جس کی ایک مثال صوبہ پنجاب کے گورنر سلمان تاثیر کا قتل ہے۔

پاکستان میں اس امر کی فوری ضرورت ہے کہ دوسروں کو واجب القتل قرار دینے کے انسانیت سوز عمل کے خلاف قانون سازی کرکے اس کو روکا جائے۔ حال ہی میں بنگلہ دیش اس بابت قانون سازی کرچکا ہے۔

۞۞۞۞۞۞

رچنا ٹاؤن لاہور میں اقدام قتل کا ایک اور واقعہ

۞......**رچنا ٹاؤن، فیروز والا ضلع لاہور: 7 ستمبر 2011۔** تحریک ختم نبوت والے اس تاریخ کو ایک اہم دن شمار کرتے اور خاص خوشیاں مناتے ہیں کیونکہ اسی دن 1974ء میں ریاست کی طرف سے احمدیوں کو ''غیر مسلم'' اقلیت قرار دیا گیا تھا۔ امسال، اس دن کو مذہبی منافرت کی کمائی کھانے والوں نے ایک اور احمدی کے قتل کے لئے مناسب خیال کیا کیونکہ گزشتہ سال وہ اسی رچنا ٹاؤن کے ایک احمدی مکرم پروفیسر محمد یوسف صاحب کو شہید کرکے با آسانی بچ نکلے تھے۔ بلاشبہ اس ''کامیابی'' میں مقامی سیاسی جماعت مسلم لیگ (نواز) کی ''کوششوں'' کو نہیں بھلایا جاسکتا ہے۔

رچنا ٹاؤن کی مقامی جماعت کے سیکرٹری امور عامہ مکرم بشیر احمد صاحب پر نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے دن گیارہ بجے پستول سے فائر کئے۔ چار گولیاں آپ کی گردن، کندھے اور معدے میں لگیں۔ جن میں سے تین گولیاں تو جسم میں ہی پیوست ہوگئیں جبکہ چوتھی گولی کندھے کو پھاڑتی ہوئی آر پار ہوگئی۔ آپ کو فوری طور میو ہسپتال لے جایا گیا جہاں شعبہ ایمرجنسی میں ماہر ڈاکٹروں کی ٹیم نے آپ کا طویل آپریشن کرکے معدے اور گردن سے گولیاں نکال لیں۔ گولیاں لگنے سے آپ کی ریڑھ کی ہڈی اور جسم کا اندرونی حصہ شدید متاثر ہوگیا تھا۔ ڈاکٹروں کو کئی گھنٹے طویل آپریشن کے دوران آپ کی بڑی آنت کا متاثرہ حصہ کاٹ کر متبادل انتظام بھی کرنا پڑا۔ نیز گولیوں کے زخم اور آپریشن کی وجہ سے ضائع ہونے والے خون کی کمی پوری کرنے کے لئے آپ کو چار بوتل خون بھی لگایا گیا۔ کئی گھنٹوں تک آپ کی حالت تشویشناک ہی رہی۔ آپ کو انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں رکھا گیا مگر انتہائی خوش نصیبی کی بات یہ ہے کہ آپ کی جان بچ گئی۔

کئی دن بعد آپ کو علاج اور بحالی کے لئے ایک اور ہسپتال منتقل کیا گیا اور ساتھ ساتھ آپ کو ایک مسلح محافظ بھی مہیا کیا گیا تا آپ کی جان مخالفین احمدیت کے نئے حملے کی نذر نہ ہوجائے۔

یاد رہے کہ متعلقہ علاقے میں تحریک ختم نبوت کا مقامی گروہ ''تاجدار انجمن ختم نبوت'' احمدیہ مخالف سرگرمیوں میں دن رات مشغول ہے۔ اور اطلاعات کے مطابق مکرم بشیر احمد صاحب پر قاتلانہ حملہ کے بعد سے کئی مقامی کارکن گرفتاریوں کے خوف سے روپوش ہیں۔

اس وقوعہ کے دس روز بعد ''تاجدار انجمن ختم نبوت'' کے مقامی لیڈروں نے تھانہ فیروز والا میں نامعلوم افراد کے خلاف ڈکیتی کی شکایت درج کروائی۔ اطلاعات کے مطابق ایسا اس لئے کیا گیا تا احمدی پر قاتلانہ حملہ میں ملوث ہونے کی شکل میں ''ایف آئی آر کی گواہی'' سامنے لائی جاسکے۔ فیروز والا کے رہائشی ہمایوں اختر اور افضل طاہر جو ''تاجدار انجمن ختم نبوت'' کے مقامی لیڈر کا چھوٹا بھائی ہے، اس ڈکیتی کی واردات میں شکایت درج کروانے والے ہیں۔

اخبار ''ایکسپریس ٹریبیون'' کی مورخہ 20 ستمبر کی اشاعت میں اس کہانی کی بابت درج ہے: ''پولیس کے اندر موجود ذرائع نے بتایا کہ طاہر، قاری محمد احمد فریدی اور ''تاجدار انجمن ختم نبوت'' کے دوسرے نمایاں کارکنان نے پولیس سے رابطہ کیا اور دباؤ ڈالا کہ کسی بھی ''تاجدار انجمن ختم نبوت'' کے ممبر کا نام ایف آئی آر میں نہیں آنا چاہئے۔ انہوں نے بتایا کہ مسلم لیگ نواز کی طرف سے مقامی ممبر صوبائی اسمبلی اشرف رسول جو ''تاجدار انجمن ختم نبوت'' کا ممبر ہے، نے خود مقامی تھانے جا کر اس موضوع پر ایس ایچ او سے ملاقات بھی کی ہے۔''

مذکورہ بالا اخبار نے ایک مقامی شخص کے حوالے سے لکھا ہے کہ ''یہاں ''تاجدار انجمن ختم نبوت'' بہت اثر و رسوخ رکھتی ہے۔ انہوں نے جس چوک میں چوہدری بشیر کو گولیاں ماری گئی تھیں، اس کا نام بدل کر ''ختم نبوت چوک'' رکھ دیا ہے اور بازار کو ''ختم نبوت بازار'' کہنا شروع کردیا ہے''

چند دن قبل مولوی محمد احمد آفریدی نے جو مقامی مسجد ختم نبوت کا خطیب ہے، ایک پوسٹر شائع کروایا جس کا عنوان تھا: **مسئلہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے۔** اس میں اس نے لکھا کہ ختم نبوت کا آسان معنی یہ ہے کہ نبی آخر و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کوئی رسول تا قیامت نہیں آئے گا۔ جو دین ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے یہ کامل دین ہے قرآن مجید مکمل رہنمائی ہے۔ اس عظیم کتاب کے بعد کسی کی رہنمائی کی ضرورت نہیں۔ عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر قرآن مجید میں ایک سو آیات اور دو سو احادیث مبارکہ ہیں۔ منکرین ختم نبوت ان آیات اور احادیث کا انکار کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ یہ لوگ مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں۔ مرزا قادیانی کے شیطانی الہام کو وحی مقدس کہتے ہیں اور اس کی بکواسات کو حدیث رسول کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی لعین کے لعین ساتھیوں کو اصحاب رسول کہتے ہیں اور مرزا لعین کے ناپاک خاندان کو اہلبیت کہتے ہیں۔ اس لئے مرزائی کافر ہونے کے ساتھ ساتھ توہین رسالت، توہین قرآن، توہین

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4 جون 2009ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی سیرۃ پر ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

☆ مکرم محمود احمد صاحب شاہد سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ حضورؒ کا ذکرخیر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں: مسلمانوں سے ہمدردی اور پیار کا جذبہ بے نظیر تھا۔ ایک موقعہ پر نصیحت فرمائی کہ کوئی احمدی ایسا کام نہ کرے جس سے امت مسلمہ کو کوئی تکلیف ہو۔ میں نے ایک مرتبہ کہا کہ فلاں فلاں جگہ احمدیوں کو بہت تکلیف ہے، خدا تعالیٰ بدلہ لے۔ آپ چونک گئے اور کہنے لگے ایسی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہم تو اس نبیؐ کے غلام ہیں جن کو رحمۃ للعالمین کہا گیا ہے۔ آخر یہ آنحضرت ﷺ کی امت میں سے ہیں۔ ان کے لئے تو درددل سے دعا کرنا فرض ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ میں نے کہا کہ ہمارے لوگ بہت تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ میں نے غصہ میں کوئی بات کہی تو میری طرف گھور کے دیکھا اور فرمایا کہ قرآن شریف میں کیا آیا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ تو رحمۃ للعالمین ہیں۔ ہمیں تو حضور پرنور کے نمونہ کو اپنانا ہے اور حضرت اقدس کی تعلیم کو کہ ''گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو''۔

کئی مرتبہ فرمایا کہ اگر کسی بات کا علم نہ ہو تو صاف صاف کہنا چاہیے۔ اندازاً یا تکّا لگا کر بات نہیں کرنا چاہیے۔ انسان اگلے کو مطمئن نہیں کرسکتا اور اپنے دل کو خواہ مخواہ الجھاتا ہے۔ پھر فرمایا ہر بات کا جواب قرآن شریف میں موجود ہے اس لئے سب سے پہلے قرآن پاک کی طرف رجوع کیا جائے۔ قرآن شریف کو بار بار پڑھا جائے۔ یاد رکھنے کے لحاظ سے، مفہوم کے لحاظ سے، مضمون کے لحاظ سے، پھر روابط کے لحاظ سے بھی جس نقطۂ نظر سے کوئی پڑھے وہ اپنے فہم وتقویٰ کے معیار کے مطابق کچھ نہ کچھ حاصل کرتا ہے قرآنی علوم کے خزائن تو پاک دلوں میں محفوظ رہتے ہیں۔ دل ٹھیک نہ ہو تو اس پاکیزہ کلام کو کس طرح دل میں اتارا جاسکتا ہے۔

☆ عرب اسرائیل جنگ کے دوران پریشان کن خبروں سے بے قرار ہوکر خدائے ذوالجلال کے آستانے پر جھک جاتے اور دوسروں کو بھی عربوں کے لئے دعا کرنے کی تلقین فرماتے۔ مسلمانوں کے لئے اتنی غیرت تھی کہ ایک دفعہ بیرون ملک پاکستان جانے کا پروگرام بننے لگا۔ کسی نے تجویز کیا کہ فلپائن ائرلائن پر سفر کریں۔ یہ سستی بھی رہے گی اور اچھی بھی۔ فرمانے لگے ہرگز نہیں، مَیں اُس ملک کی ائرلائن پر سفر نہیں کروں گا جہاں پر مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔

☆ آپؒ اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشق حقیقی تھے۔ آنحضرت ﷺ کی سیرت کا کوئی واقعہ بیان کرتے ہوئے آپؒ کی عجیب کیفیت ہو جاتی۔ آنحضور ﷺ کے چھوٹے چھوٹے احکامات پر بھی عمل کرنے کا خیال رکھتے۔ کھانے کی میز پر جب تک پانی نہ آجاتا کھانا نہ شروع کرتے کہ آنحضورؐ کا حکم ہے کہ جب تک پانی سامنے نہ ہو کھانا شروع نہ کرو۔

ایک دفعہ ایک زمین پر باغ لگانا تھا۔ ایک دوست نے جو باغات کے ماہر سمجھے جاتے تھے مشورہ دیا کہ ایک ایکڑ میں جتنے درخت لگتے ہیں اس سے زیادہ لگوائیں اور پھر دو سال بعد جتنی ضرورت ہے رکھ لیں باقی کاٹ دیں۔ فرمایا: نہیں بالکل نہیں آنحضرت ﷺ نے پھلدار درخت کاٹنے سے منع کیا ہے۔

☆ آپ جب دیکھتے کسی دوست یا عزیز نے آنحضور ﷺ کی سنت پر عمل کیا ہے تو بہت خوش ہوتے۔ آپ کے ایک بیٹے نے داڑھی رکھی تو بہت خوش ہوئے اور تین بار فرمایا: الحمدللہ۔ اور پھر اپنی بہو سے کہنے لگے: اس کو داڑھی منڈوانے کو نہ کہنا۔

☆ ایک دفعہ ایک سربراہ مملکت سے جماعت کو تکلیف پہنچی اور اس کے بعد انہوں نے حضور کو ملاقات کے لئے بلایا۔ حضور چلے گئے۔ دوران ملاقات چائے و دیگر لوازمات آئے تو حضور نے کھانے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا: ''میں جو آپ کے پاس آیا ہوں، وہ میرے منصب اور فرائض کا تقاضا تھا۔ آپ نے ایک سربراہ مملکت کی حیثیت سے مجھے بلایا اور میں آگیا۔ جہاں تک کھانے پینے کا تعلق ہے۔ جو تکلیف آپ سے جماعت کو پہنچی ہے، میری غیرت کا تقاضا ہے کہ یہ میں (استعمال) نہ کروں''۔

☆ مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب تحریر کرتے ہیں: حضور ہمیشہ فرماتے کہ جب مجھے کوئی پریشانی لاحق ہوتی ہے تو میں دین کے کاموں میں پوری طرح لگ جاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میری پریشانی کو دور کر دیتا ہے۔

☆ مکرم ڈاکٹر عبدالرشید تبسم صاحب کو گورنمنٹ کالج لاہور میں حضور کا کلاس فیلو اور ہم نشست ہونے کا شرف حاصل رہا۔ آپ بیان کرتے ہیں: میں 1932ء میں گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوا۔ اس سے قبل دو سال سے میں روزنامہ ''سیاست'' کا ایڈیٹر تھا۔ بہت جلد حضور کی تین خوبیاں کھل کر مجھ پر نمایاں ہوگئیں۔ پہلی خوبی حضور کی یہ تھی کہ بڑے سے بڑے حادثے کا روشن پہلو تلاش کر لیتے۔ دوسری خوبی نہایت لطیف مزاح تھا اور خندہ پیشانی، ہونٹوں پر مسکراہٹ، آنکھوں میں غیرمعمولی اور پرکشش چمک جادو کا اثر کرتی۔ تیسری خوبی یہ تھی کہ حضور کسی کی غیبت کبھی نہ فرماتے۔ کسی دوست میں کوئی کمزوری دیکھتے تو اسے لطیفے کی شکل دے کر اس کا ذکر اس لطیف انداز سے کرتے کہ وہ دوست خود بھی ہنسے بغیر نہ رہ سکتا اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح بھی کرلیتا۔

حضورؒ نے دس احمدی طلبہ کو ملا کر ایک تنظیم عشرہ کاملہ بھی قائم کی جس کا مقصد دعوت الی اللہ تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی منتخب اقتباس اشتہار کی صورت میں شائع کرکے تقسیم کیا جاتا۔ اس کی وجہ سے کچھ عناصر سخت برہم ہوئے۔ اپنی برہمی کا ہدف انہوں نے حضورؒ کو بنالیا۔ حضورؒ کے خلاف سازشیں ہونے لگیں اور حملہ کی کوششیں بھی ہوئیں۔ لیکن ہر ایسے موقع پر حضورؒ انتہائی ضبط سے کام لیتے اور صرف اتنا فرماتے ''دیکھا ان بےایمانوں نے پھر میرے خلاف سازش کی''۔

☆ محترم بشیر احمد رفیق خانصاحب تحریر کرتے ہیں: ڈیون شائر (انگلستان) کے علاقہ میں ایک انگریز خاندان کا اپنا فارم ہے اور خوشحال لوگ ہیں۔ حضورؒ جب آکسفورڈ میں طالب علم تھے تو رخصتوں میں مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی معیت میں چھٹیاں گزارنے اس فارم پر تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس خاندان کے ساتھ گھل مل کر ایام رخصت گزارا کرتے تھے۔ اس خاندان کی ایک بڑی بوڑھی سے میں نے دوران گفتگو حضورؒ کے بارہ میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگیں کہ صبح صبح جب میں ان کے کمرہ کے آگے سے گزرتی تو ایک عجیب بھنبھناہٹ سنا کرتی۔ ایک دن میں نے پوچھا کہ تم صبح سویرے کیا پڑھتے رہتے ہو جس میں کبھی ناغہ نہیں ہوتا تو ناصر نے بتایا کہ وہ اپنی مقدس کتاب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں۔

اسی خاتون نے یہ بھی بتایا کہ ایک شام کھانے پر جب حضورؒ اور دوسرے صاحبزادگان موجود تھے یہ ذکر چل پڑا کہ مستقبل میں کس کا کیا ارادہ ہے۔ حضورؒ نے اپنی باری پر فرمایا کہ میں خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس پر میرے منہ سے نکلا What a waste of time۔ لیکن اب میں جب دیکھتی ہوں کہ وہ جماعت کے سربراہ ہیں تو ندامت ہوتی ہے کہ کتنا غلط فقرہ منہ سے نکل گیا تھا، حقیقی اور بامراد زندگی تو انہیں ملی ہے۔

جناب حسن دین رہتاسی صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 جون 2009ء میں مزاح کے نامور احمدی شاعر حسن رہتاسی کی شاعری اور حالات کے حوالہ سے جناب ابن آدم کا ایک مضمون (مرسلہ: سید رضا احمد صاحب) شامل اشاعت ہے۔

رہتاس کا قدیم نام منڈی تھا۔ یہاں کی آبادی لاکھوں نفوس پر مشتمل تھی جو قلعہ کے باہر تک پھیلی ہوئی تھی۔ شیر شاہ سوری کا دور حکومت 1540ء سے 1545ء تک صرف پانچ سال رہا لیکن اس مختصر دَور میں گکھڑوں کے حملہ کو روکنے کے لئے قلعۂ رہتاس کی بنیاد ڈالنا بھی شامل ہے۔ اس قلعہ میں تیس ہزار پیدل، تیس ہزار سوار، ایک ہزار بڑی اور چھوٹی توپیں موجود تھیں۔ جہانگیر بادشاہ وادئ کشمیر جاتے ہوئے اکثر یہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ یہ قلعہ 1839ء سے 1849ء تک سکھوں کے قبضے میں رہا۔ مارچ 1849ء میں انگریزوں کے قبضے میں آیا۔ اس قلعے کے ساتھ سے جی ٹی روڈ پشاور سے کلکتہ تک جاتی تھی۔ انگریز حکومت نے یہ سڑک رہتاس سے ساڑھے چار میل دُور دینہ سے گزاری جس سے رہتاس نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اب یہ قلعہ ویرانی کا نمونہ ہے کیونکہ وہاں بنیادی انسانی ضروریات تک مفقود ہیں۔

''حسن رہتاسی'' کے والد حضرت منشی گلاب دین صاحب رہتاسی قبول احمدیت سے قبل اہل تشیع تھے اور علاقہ کے مشہور واعظ و ذاکر تھے۔ آپ نے رہتاس میں لڑکوں کے لئے پہلا مڈل سکول بھی قائم کیا۔ 1892ء میں احمدیت قبول کی۔ کچھ عرصہ بعد قادیان تشریف لائے اور جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ''آئینہ کمالات اسلام'' میں شاملین جلسہ میں بیالیسویں نمبر پر ان کا نام درج فرمایا۔ اور اپنی کتاب ''انجام آتھم'' میں درج 313 صحابہ کی فہرست میں ان کا نام 34ویں نمبر پر درج ہے۔ حضورؑ نے اپنی کتاب ''سراج منیر'' کے آخر میں حضرت منشی صاحبؓ کی ایک نظم شامل کرکے آپؓ کو حیات دوام بخش دی۔ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

اللہ اللہ چودھویں صدی کا جاہ و جلال
رحمتِ حق سے ملا اسے کیا فضل و کمال
خضر کے پیچھے چلے جاؤ عقیدت سے گلابؔ
خیر و خوبی سے اگر چاہتے ہو تم حال و قال

حضرت منشی صاحبؓ نے 23 نومبر 1920ء کو وفات پائی اور قلعہ رہتاس کے باہر دروازہ خواص خانی کے قریب مدفون ہیں۔ آپؓ موصی تھے۔ آپؓ کا ذکر قبل ازیں 11 اکتوبر 2002ء کے شمارہ کے ''الفضل ڈائجسٹ'' کی زینت بن چکا ہے۔

حضرت منشی حسن دین صاحبؓ رہتاسی کی پیدائش اور ابتدائی حالات کے بارہ میں زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ البتہ آپ نے 1896ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور خود کو ''شاعر دارالاماں'' کہا کرتے تھے۔ برصغیر کے قریباً تمام مشہور شہروں کی سیاحت کی لیکن گھوم پھر کر آخر قادیان آجاتے۔ اس بارہ میں کہتے ہیں:

قادیان! ہم عمر قیدی ہیں ترے
دھوپ میں اپنی کٹے یا چھاؤں میں
ہتھکڑی تیری کشش کی ہاتھ میں
اور زنجیرِ محبت پاؤں میں
عظمتِ دارالاماں اور شوکتِ فضل عمر
یا حسنؔ سے یا کسی ایسے ہی دیوانے سے پوچھ

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ آپؓ کا تذکرہ یوں فرماتے ہیں: ''بہت زندہ کلام تھا اُن کا۔ جماعت کے پہلے ہجوگو شاعر تھے۔ وہ جس کی ہجو لکھتے اس کا حلیہ بگاڑ کے رکھ دیتے تھے...... ایک دفعہ حسن رہتاسی نظارت امور عامہ سے ناراض ہوئے۔ اس وقت میرے ماموں سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ تھے ان کے بعد خان صاحب فرزند علی خاں صاحب آئے۔ امور عامہ کے فیصلے کسی ذاتی عناد کی بنا پر تو ہوتے نہیں تھے ان کے فیصلے تو خدا کے فضل وکرم سے تقویٰ پر مبنی ہوتے تھے۔ انہوں نے تنگ آکر دونوں پر یہ شعر کہا:

ہوئے ابنِ علی رخصت تو فرزندِ علی آئے
ہمارے واسطے سارے ولی ابنِ ولی آئے

دونوں مصرعوں میں بڑا شاندار اندرونی جوڑ ہے، کیسی سلاست ہے، دونوں کا کس طرح استعمال کیا ہے۔ اگرچہ محل بڑا خطرناک تھا مگر کلام کا حُسن بڑا نمایاں ہے۔''

حسنؔ نے مذکورہ بالا موقعہ پر جو بند کہا وہ یہ ہے:

جو زین العابدیں نکلے تو فرزندِ علی آئے
ولی وہ بھی تو کامل تھے مگر یہ بھی ولی آئے
ان عالیجاہ امیروں کی وجاہت کے تو کیا کہنے
سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں جو اُن کا اردلی آئے

☆ حسن رہتاسی مزاحیہ شعراء کے سرخیل اور ہجو گوئی میں لاجواب تھے لیکن ان کی ہجو بازاری اور عامیانہ نہیں بلکہ ادبی شہ پارے ہیں جنہیں سن کر مخاطب بھی لطف اندوز ہوتا۔ شعراء نوابوں اور رئیسوں سے اکثر ملنے جایا کرتے تھے۔ حضرت چودھری سر ظفر اللہ خانؓ سے حسن رہتاسیؓ کی ملاقات بھی اسی نوعیت کی ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ وہ ملنے گئے تو چوہدری صاحب بیمار تھے۔ انہوں نے کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ بھیجا کہ دردِ سر لاحق ہے، اس لئے ملنے سے معذور ہوں۔ حسن رہتاسی نے اسی کاغذ پر شعر لکھ کر اندر بھجوا دیا۔

آپ ہیں ''سرؔ'' میں سراپا دردِ سر
درد سر کو چھوڑ کر جائے کدھر

یہ دلچسپ اور برجستہ شعر سن کر چوہدری صاحب اپنی تکلیف بھول گئے اور ملاقات کے لئے بلا لیا۔

☆ ایک مرتبہ حسنؒ نے ڈلہوزی کا سفر اختیار کیا۔ دنیا نگر میں ایک حکیم کے بورڈ پر نظر پڑی ''مقبول طب''۔ حکیم صاحب نے حسن کے مہندی لگے سر اور داڑھی کو دیکھا اور کہا: ''اس بڈھے کو دیکھو! اس کے سر اور داڑھی کو آگ لگی ہوئی ہے''۔ حکیم صاحب کے اس دلچسپ تبصرے کی بازگشت حسن کے کانوں سے ٹکرائی تو انہوں نے ایک کوئلہ سے قریبی کھمبے پر یہ شعر لکھ دیا:

شاذ و نادر ہی کبھی دیکھے گی چشم بدنصیب
ایسی ''نامقبول طب'' اور ایسا نالائق طبیب

حسنؒ یہ شعر لکھ کر ڈلہوزی چلے گئے۔ جب حکیم صاحب نے یہ شعر پڑھا تو سر پیٹ لیا۔ اتفاق تھا کہ چند روز بعد حسنؒ دوبارہ دنیا نگر آئے اور حکیم صاحب کی دکان کے سامنے سے گزرے۔ حکیم صاحب نے آپؒ کو دیکھا تو تیزی سے لپکے اور آپؒ کے گھٹنے پکڑ لیے اور انتہائی لجاجت سے معافی مانگی اور پھر منّت سماجت کرکے دکان میں لائے اور خوب خاطر تواضع کی۔

☆ حسنؒ کو کسی نے دعوت ولیمہ پر مدعو کیا۔ لیکن وہاں اِن کا لباس دیکھ کر کسی نے خاطر نہ کی۔ ایک منتظم نے اتنی مہربانی کی کہ پلیٹ میں چاول ڈال کر اس کے اوپر ایک بوٹی رکھ دی۔ حسن نے چاول کھائے اور کہا:

ہم گئے کھانے بیاہ کی روٹی
سر پہ ٹوپی تھی ہاتھ میں سوٹی
چند چاول تھے جن کی چوٹی پر
وحدہٗ لاشریک تھی بوٹی

☆ ایک جلسہ کے اختتام پر حسن نے فرمائش پر یہ فی البدیہہ شعر سنائے:

مجھ کو اخیر وقت دیا نظم کے لئے
شایاں نہ تھا ضرور میں اس بزم کے لئے
ناراض ہوں نہ آپ تو اتنا میں پوچھ لوں
ملّاں تھا میں کہ مجھ کو رکھا ختم کے لئے

☆ ایک مرتبہ یونیورسٹی ہال لاہور میں، سر عبدالقادر کی صدارت میں مشاعرہ ہو رہا تھا۔ مشاہیر شعراء میں سے کوئی بھی اپنا رنگ نہ جما سکا۔ سر عبدالقادر نے حسن کو بلایا تو آپؒ نے فی البدیہہ یہ قطعہ پڑھا:

کچھ تو اس بزم میں ہیں شائقِ اقبال
اور کچھ طالبِ حقیقت حال
میچ کو آئی شاعروں کی ٹیم
مجھ کو پھینکا گیا ٹرائی بال

☆ حسن رہتاسی کو نعت گوئی میں کمال حاصل تھا۔ آپؒ کی نعت کا نمونہ پیش ہے:

سرِ عرشِ بریں جونہی شہ ہر دوسرا پہنچے
فضا گونجی خدا کے پاس محبوبِ خدا پہنچے
ملائک حور و غلماں وجد میں ایسے ہوئے بے خود
اچھلتے، کودتے، پڑھتے ہوئے صلِّ علیٰ پہنچے
مقام ارفع و اعلیٰ پہ اکثر انبیاء پہنچے
نہ پہنچا کوئی اس حد تک جہاں خیر الوریٰ پہنچے
سرِ سینا بصد مشکل پہنچ کر تھک گئے موسیٰؑ
ہر عرش عُلا لیکن محمد مصطفیٰؐ پہنچے
جہاں وہم ملائک نے گمانِ انبیاء پہنچے
وہاں برقِ جہاں بن کر براقِ مصطفیٰؐ پہنچے
جہاں غلمانِ احمدؐ کی نگاہِ دلربا پہنچے
دم عیسیٰؑ وہاں پہنچے نہ موسیٰؑ کا عصا پہنچے

☆ قادیان میں ایک زمانہ میں مشاعروں کا سلسلہ چل نکلا تھا جن کی روحِ رواں حضرت ذوالفقار علی خان صاحب گوہر ہوتے تھے۔ ایک بار مصرع طرح یہ تھا:

ایسی ہوا ہو ، ایسی فضا ہو

صدر مشاعرہ خان صاحب نے آخر میں اپنا کلام سنایا۔ اُن کی آواز بڑی گرجدار تھی۔ مطلع پڑھا:

پھول کھلے ہوں ، بادِ صبا ہو
ایسی ہوا ہو ، ایسی فضا ہو

یہ مطلع اس زور وشور سے پڑھا گیا کہ حسن کھڑے ہوئے اور اظہارِ معذرت کے بعد کہنے لگے: ''سامعین! میں اپنی نظم تو پڑھ چکا مگر صدر مجلس نے جس انداز سے مطلع پڑھا ہے اس پر ایک شعر ہو گیا ہے''۔ ہر طرف سے آواز آئی 'ارشاد! ارشاد!!'۔ حسن نے کہا:

دیکھئے کیسا حشر بپا ہو
اُن کی گلی ہو اِن کا گلا ہو

☆ مرزا گل محمد صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے چچا مرزا نظام الدین کے بیٹے تھے اور انتہائی شریف النفس انسان تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت بخشی اور احمدیت قبول کر لی۔ حضورؑ کو الہاماً بتایا گیا تھا کہ: ''ہر ایک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹ دی جائے گی''۔ ابھی مرزا گل محمد صاحب نے بیعت نہ کی تھی اور نہ ہی آپ صاحب اولاد تھے کہ شاید اسی الہام کے پیش نظر مرزا نظام الدین کے متعلق جو حضرت اقدسؑ کے شدید مخالف تھے حسن نے ہجو لکھی کہ:

ہر سمت قادیان میں برپا ہے شور و غل
مرزا نظام دین کے گھر کا چراغ گُل

کچھ عرصہ بعد جب مرزا گل محمد صاحب نے احمدیت قبول کی اور حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی فرزند بن گئے اور صاحب اولاد بھی ہو گئے۔ تب حسن صاحب نے اپنے شعر میں یوں ترمیم کی:

میری دعا یہی ہے حسن حشر تک نہ ہو
مرزا نظام دین کے گھر کا چراغ گُل

ایک مرتبہ مرزا گل محمد صاحب کار میں بیٹھے ساتھیوں کے ساتھ شکار کو جا رہے تھے۔ حسن نے دیکھا تو کہا:

جا رہے ہیں کار میں بہر شکار
گُل ہے ان میں ایک باقی ہیں خار

یہ برجستہ اور برمحل شعر سن کر مرزا گل محمد صاحب نے حسن صاحب کو بطور انعام پانچ روپے دیئے۔

☆ حسن رہتاسی قادیان میں اپنی آمد کا اشارہ مسجد اقصیٰ کے بلیک بورڈ پر کچھ لکھ کر یا احمدیہ چوک میں بیٹھ کر دیتے۔ قادیان کی پاکیزہ ثقافت میں آپؒ چلتی پھرتی 'بزم مشاعرہ' تھے۔ ایک بار مسجد کے بلیک بورڈ پر لکھا:

اے نمازی! نماز کھیل نہیں
پھلے بن آب یہ وہ بیل نہیں
یہ روکھے سوکھے ترے رکوع و سجود
یہ وہ تل ہیں کہ جن میں تیل نہیں

☆ حسن نے ایک مرتبہ ایک تولیہ خریدا۔ ابھی استعمال کا حق بھی ادا نہ ہوا تھا کہ تولیہ لاپتہ ہو گیا۔ آپؒ نے تولیے کا مرثیہ لکھ کر اپنا یہ غم ہلکا کیا۔ جب یہ نظم شائع ہوئی تو کئی مداحوں نے آپؒ کو تولیے ارسال کئے۔

تحفہ توران میرا تولیہ
شاہوں کے شایان میرا تولیہ
کون تھا کیا جانے لے کر چل دیا
جان نہ پہچان میرا تولیہ

☆ حسن مرحوم جہلم کے ''محلّہ ملاحاں'' میں رہتے تھے۔ ایک دن گوشت خریدنے گئے اور اپنی پسند کا گوشت طلب کیا تو قصاب کہنے لگا کہ وہ حصہ تو بک چکا، آپ بند لے جائیں۔ آپؒ بند گوشت پسند نہ کرتے تھے، اس لئے انہوں نے دکان چھوڑ دی۔ مگر اس ''بند'' نے تخیل کے کئی دروازے کھول دیے۔ چنانچہ یہ شاہکار نظم معرضِ وجود میں آئی جس کا ردیف ''بند'' ہے اور سلسلہ کے لٹریچر میں یہ ایک بے نظیر نظم ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

دریا ہی نہیں کرتے ہیں کوزہ میں جری بند
گر چاہیں تو کر سکتے ہیں شیشہ میں پری بند
جو بند کیا حق نے اسے کھول دیا
نَے شرک خفی بند ہے نَے شرکِ جلی بند
ان سادہ مزاجوں سے کوئی اتنا تو پوچھے
فیضانِ خداوند بھی ہوتے ہیں کبھی بند
کیوں کوثرِ نبویؐ میں ہوا بند تموّج
جب تشنہ لبوں کی ہی نہیں تشنہ لبی بند
کیوں مصطفویؐ فیض کو بند آپ ہیں کرتے
اب تک نہیں دنیا میں اگر بولہبی بند
جس راہ سے ملتا ہے حسن آخری انعام
یہ لوگ اسے کرتے ہیں اللہ غنی بند

☆ سرگودھا میں ڈپٹی کمشنر کی زیر صدارت ایک مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔ سامعین سے بھرا ہال کسی شاعر کو قبول نہیں کر رہا تھا۔ حسن وہاں بن بلائے پہنچے تھے اور آپؒ نے منتظمین سے کہا کہ آپؒ کو موقع دیں۔ چنانچہ سٹیج سیکرٹری نے اعلان کیا: ''سامعین! ایک بابا جی جو اس مشاعرے میں مدعو نہیں ہیں، اُن کی ضد ہے کہ میں کلام پڑھوں گا اور ساتھ یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ سامعین مجھے ضرور سنیں گے''۔ جس ہیئت کذائی کے ساتھ بابا جی نے سٹیج پر قدم رکھا وہ بہت مضحکہ خیز تھا۔ ہوٹنگ نے ایک نیا انداز اختیار کر لیا۔ حسن رہتاسی نے کہا: ''پہلے آپ ایک قطعہ سن لیں، پھر جتنا چاہیں شور مچالیں''۔ اور کہا:

بڑھے ہیں جانبِ محفل قدم اٹھائے ہوئے
ہم اپنے پیٹ کی خاطر ہیں آپ آئے ہوئے
وہ اَور تھے جو یہ کہتے تھے اگلے وقتوں میں
خدا کے گھر بھی نہ جائیں گے بن بلائے ہوئے

حسن کے پاس کوئی بیاض تو ہوتی نہیں تھی۔ انہوں نے اپنے حافظہ کے زور پر درجنوں قہقہہ آور قطعے سنائے اور خوب داد سمیٹی اور آخر میں اپنی مشہور نظم ''ٹکیہ صابن کی'' سنا کر مشاعرہ لوٹ لیا۔ ڈپٹی کمشنر سرگودھا نے خوش ہو کر اپنی جیبِ خاص سے حسن کو 50 روپیہ انعام دیا جو ایک بہت بڑی رقم تھی۔

☆ حسن اپنی منظوم خودنوشت میں فرماتے ہیں:

نحیف و ناتواں لاغر بدن معلوم ہوتا ہے
اسیرِ پنجۂ رنج و محن معلوم ہوتا ہے
کبھی آوارہ گردی سے، کبھی صحرانوردی سے
بروزِ قیس، ظلِ کوہکن معلوم ہوتا ہے
زبانِ حال سے کہتی ہے اس کے تن کی عریانی
کوئی نادار محتاجِ کفن معلوم ہوتا ہے
اگرچہ تلخ گوئی میں جواب اپنا نہیں رکھتا
مگر اسٹیج پر شیریں سخن معلوم ہوتا ہے
بتوں سے اس کو نفرت ہے کہ ہے 'محمود' کا خادم
عقیدت اور عمل سے بت شکن معلوم ہوتا ہے
خدا کی شان جو گھر کل گلابستان تھا وہ بھی
خزاں کے ہاتھ سے اجڑا چمن معلوم ہوتا ہے
سنی جب داستانِ غم تو نکتہ رس پکار اٹھے
ستم جس پر یہ ٹوٹے ہیں حسن معلوم ہوتا ہے

☆ ایک موقعہ پر اپنے اوقات کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا:

کچھ تو جوشِ شباب میں گزری
کچھ حساب و کتاب میں گزری
عہد طفلی سے بے خبر ہیں ہم
باقی ماندہ خضاب میں گزری

☆ ایک مرتبہ حسرت سے دعا کی:

بن مانگے حسن کو جو دیا تو نے بڑھاپا
اب مانگے پہ تھوڑی سی جوانی بھی عطا کر

☆ حسن رہتاسی لائلپور (فیصل آباد) میں آوارد ہوئے اور مسجد میں ڈیرہ جما لیا۔ یہاں دو ماہ رہے۔ یہیں بیمار ہوئے اور 10 مارچ 1951ء کو وفات پائی۔ وفات سے پہلے کسی نے ان سے پوچھا کہ آجکل کہاں رہائش ہے تو کہنے لگے:

نہ ابا کے نہ دادا کے نہ اپنے گھر میں رہتا ہوں
چھٹا ہے جب سے گھر اپنا خدا کے گھر میں رہتا ہوں

جناب حسن رہتاسی کو ایک مقامی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔

کوئٹہ میں دو احمدیوں کی شہادت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 29 جون 2009ء میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق مکرم خالد رشید صاحب بعمر 45 سال اور مکرم ظفر اقبال صاحب بعمر 50 سال آف کوئٹہ مورخہ 24 جون رات تقریباً 11 بجے نامعلوم افراد کی گولیوں کا نشانہ بننے کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 26 جون 2009ء کو خطبہ جمعہ میں ان کی شہادت کا ذکر فرمایا اور ان کی مغفرت کی دعا کی۔

ظفر اقبال صاحب، مکرم خالد رشید صاحب کے پاس ملازم تھے۔ یہ شام کو اس ملازم کو چھوڑنے گھر گئے ہیں کار سے نکلتے ہی ان پر فائر کر دیا گیا اور دونوں موقع پر شہید ہو گئے۔ ان کے بھائی جو گھر کے دروازہ کے باہر نکلے ان پر بھی فائر کیا گیا لیکن وہ نہیں لگا۔ غالب امکان یہی ہے کہ یا یہ احمدیت کی وجہ سے ٹارگٹ شوٹنگ ہے یا آجکل پنجابی اور بلوچی کا بڑا مسئلہ وہاں چل رہا ہے۔ احمدیت کی وجہ سے بھی Threats تھیں۔ مکرم خالد رشید صاحب کے والد کا نام مکرم عبدالرشید صاحب ابن حضرت منشی عبدالکریمؓ بٹالوی ہے۔ آپ 11 ستمبر 1964ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے پسماندگان میں والد، والدہ، ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ مکرم ظفر اقبال صاحب ابن مکرم لعل دین صاحب مرحوم 13 نومبر 1959ء کو پیدا ہوئے۔ آپ نے پسماندگان میں والدہ و اہلیہ اور تین بیٹے چھوڑے ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

11th November 2011 – 17th November 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 11th November 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Insight: recent news in the field of science.
00:45	Historic Facts
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st December 1994.
02:25	Tarjamatul Qur'an class: rec. 17th August 1995.
03:40	Journey of Khilafat
04:00	Seerat Sahaba Rasool (saw)
05:05	Jalsa Salana Qadian: an address delivered by Huzoor on 28th December 2010.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Historic Facts
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:00	Siraiki Service
08:50	Rah-e-Huda
10:25	Indonesian Service
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor.
13:35	Zinda Log
14:00	Bengali Service
15:25	Real Talk
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana Bangladesh: an address delivered by Huzoor on 6th February 2011.
19:30	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il
20:45	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science.
22:20	Rah-e-Huda

Saturday 12th November 2011

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat
00:25	International Jama'at News
00:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th December 1994.
02:00	Fiq'ahi Masa'il
02:35	Friday Sermon: rec. on 11th November 2011.
03:45	Seerat Sahaba Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	International Jama'at News
07:00	Al-Tarteel
07:30	Jalsa Salana United Kingdom: concluding address delivered by Huzoor on 1st August 2010.
08:35	Question and Answer Session: recorded on 4th December 1999.
09:35	Friday Sermon [R]
10:50	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:05	Story Time: Islamic stories for children.
12:20	Al-Tarteel [R]
12:55	Live Intikhab-e-Sukhan
13:55	Bengali Service
15:00	Children's class with Huzoor.
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Children's class [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:15	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 13th November 2011

00:00	MTA World News
00:15	Friday Sermon: rec. on 11th November 2011.
01:30	Tilawat
01:40	Dars-e-Malfoozat
02:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th December 1994.
03:20	Friday Sermon [R]
04:35	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:50	Beacon of Truth
08:00	Faith Matters
09:00	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: an address delivered by Huzoor on 26th September 2010.
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 10th July 2009.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Zinda Log
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:25	Faith Matters [R]
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth [R]
19:35	Real Talk
20:40	Attractions of Canada
21:10	Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:30	Ashab-e-Ahmad

Monday 14th November 2011

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	International Jama'at News
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 13th December 1994.
02:55	Attractions of Canada
03:25	Friday Sermon: rec. on 11th November 2011.
04:35	Ashab-e-Ahmad
04:55	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:00	MTA Variety
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 21st February 1999.
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon, delivered on 26th August 2011.
12:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:45	Zinda Log
14:15	Friday Sermon: rec. on 27th January 2006.
15:10	Mosha'irah [R]
16:10	Dars-e-Hadith [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:35	Eid-ul-Adha [R]
22:35	International Jama'at News
21:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15	Mosha'irah [R]
23:05	Friday Sermon [R]

Tuesday 15th November 2011

00:00	MTA World News
00:15	MTA Variety
01:15	Tilawat
01:30	Insight: recent news in the field of science.
01:40	Eid-ul-Adha: proceedings and speech from Baitul Futuh, London.
03:35	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 21st February 1999.
04:35	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 3rd October 2010.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science.
06:40	MTA Variety
07:05	Yassarnal Qur'an
07:35	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:40	Question and Answer Session: recorded on 11th May 1984.
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 19th November 2010.
12:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:45	Zinda Log
13:20	Insight: recent news in the field of science.
13:30	Bengali Service
14:35	Majlis Ansarullah UK Ijtema: opening address delivered by Huzoor on 3rd October 2010.
15:05	Yassarnal Qur'an
15:35	Historic Facts
16:25	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 11th November 2011.
20:35	Insight: recent news in the field of science.
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
23:05	Real Talk

Wednesday 16th November

00:10	MTA World News
00:25	Tilawat
00:40	Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th December 1994.
02:30	Learning Arabic
03:30	MTA Variety
03:55	Question and Answer Session: recorded on 11th May 1984.
04:55	Majlis Ansarullah UK Ijtema: opening address delivered by Huzoor on 3rd October 2010.
06:00	Tilawat & Dua-e-Mustaja'ab
06:45	Yassarnal Qur'an
07:10	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
07:45	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Question and Answer Session: recorded on 25th October 1996. Part 2.
09:45	Indonesian Service
11:05	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:55	Zinda Log
13:30	Friday Sermon: rec. on 10th February 2006.
14:50	Bengali Service
16:00	Dua-e-Mustaja'ab [R]
16:30	MTA Sports
16:55	Fiq'ahi Masa'il
17:30	Dua-e-Mustaja'ab [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Jalsa Salana Address
19:25	MTA Sports [R]
19:45	Dua-e-Mustaja'ab [R]
20:10	Real Talk
21:15	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
23:00	Friday Sermon [R]

Thursday 17th November 2011

00:15	MTA World News
00:35	Tilawat
00:50	Dars-e-Hadith
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 20th December 1994.
02:00	Fiq'ahi Masa'il
02:35	Hadhrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
03:15	Dua-e-Mustaja'ab
03:55	Friday Sermon: rec. on 10th February 2006.
05:05	Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00	Tilawat
06:20	Beacon of Truth
07:15	Yassarnal Qur'an
07:40	Journey of Khilafat
08:05	Faith Matters
09:15	Seerat-un-Nabi (saw)
10:00	Indonesian Service
11:00	Pushto Service
12:00	Tilawat
12:20	Zinda Log
13:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 11th November 2011.
14:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. 23rd August 1995.
15:25	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
16:15	Journey of Khilafat [R]
16:40	Yassarnal Qur'an [R]
17:00	Faith Matters
18:05	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor on 26th June 2011.
19:25	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
20:10	Faith Matters
21:15	Beacon of Truth [R]
22:10	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:35	Journey of Khilafat [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 18 Friday 04 November , 2011 Issue No. 44

ایک احمدی لڑکی، ایک احمدی عورت کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا ایک تقدس ہے، اس کا ایک مقام ہے جس کو قائم رکھنا ہر دوسری خواہش سے زیادہ ضروری ہے۔

اپنی عزت کی حفاظت اور اپنے خاندان کی عزت کی حفاظت ایک احمدی عورت اور لڑکی کے لئے سب سے زیادہ اہم چیز ہے اور ہونی چاہئے۔

ملک کے شہری کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنا، ملک کی بہتری کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کو استعمال کرنا، جس ملک میں گئے ہیں وہاں کی زبان سیکھنا بھی بہت ضروری اور قابل تعریف اور قابل ستائش ہے لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی مسلمان کو اپنی مذہبی روایات کا پاس رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔

مغربی ممالک میں آزادی کے نام پر جو اخلاقی قدروں کی پامالی ہو رہی ہے اس کا ملک کی ترقی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ظاہری دنیاوی آزادیاں، آزادیاں نہیں۔ نہ ہی ان سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔

پاکستان سے باہر آئی ہوئی عورتیں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھیں کہ بچت کرکے کچھ نہ کچھ باقاعدگی سے شادی فنڈ میں دیا کریں۔

ایک مومنہ اور ایک مومن کے لئے ترقی دنیاوی آسائشوں کا نام نہیں ہے۔ ترقی ننگے لباس میں نہیں ہے۔ ترقی بے پردگی میں نہیں ہے۔ ترقی مرد اور عورت کی بے حجابیوں میں نہیں ہے۔ بلکہ ترقی اللہ تعالیٰ کی رضا سے وابستہ ہے اور یہی دائمی ترقی ہے۔

(سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی 2008ء کے موقع پر (بتاریخ 23/اگست 2008ء بمقام مئی مارکیٹ منہائم)، خواتین سے خطاب اور نہایت اہم نصائح)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَه
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج کل کے ترقی یافتہ دور میں جب انسان ہر میدان میں ترقی کر رہا ہے رابطوں کی آسانی میں بھی روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ وہ رابطے، چاہے وہ سفروں کی سہولت کی وجہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنے کے لئے ہوں۔ ٹیلیفون، فیکس، ای میل، انٹرنیٹ وغیرہ کی وجہ سے ہوں یا ٹی وی اور دوسرے میڈیا کے ذریعہ سے اور اس ترقی کی وجہ سے آپس میں آسان اور قریبی تعلقات کی وجہ سے، ان رابطوں کی وجہ سے ایشیا، افریقہ اور جزائر میں بیٹھا ہوا ایک انسان جو اتنا ترقی یافتہ یا مالی اعتبار سے اس قابل نہیں کہ تمام سہولیات سے جو انسان نے اپنے آرام کے لئے بنائی ہیں اور جو یہاں ان ملکوں میں میسر ہیں ان سے فائدہ اٹھا سکے یا ان کا مکمل طور پر اسے تصرف ہو۔ لیکن ٹی وی، ریڈیو اور دوسرے ذرائع سے ان آسانیوں کو جانتا ہے جو یورپ اور امریکہ کے ممالک میں، مغربی ممالک میں اکثریت کو میسر ہیں۔ ان مغربی ممالک کے کلچر سے ٹی وی اور دوسرے میڈیا کے ذریعہ سے کسی بھی غریب ملک کے دُور دراز علاقہ میں ایک مرد یا عورت جو شاید اپنے گاؤں سے دُور دراز علاقے سے قریبی شہر میں بھی کبھی کبھار جاتا ہو، اگر یہ ذرائع اسے اس کے گاؤں میں میسر ہوں واقف ہو جاتا ہے۔ اور یہ مغربی ممالک کی جو ترقیاں ہیں ان کے نظارے آج کل ہر کوئی دیکھ رہا ہے۔ سیٹلائٹ نے یہ کام بہت زیادہ آسان کر دیا ہے کہ ہزاروں میل دُور کے علاقوں میں بھی دوسرے ملک میں بیٹھا ہوا انسان یہ تمام نظارے آرام سے دیکھ لیتا ہے جو آپ لوگ ان شہروں میں رہتے ہوئے دیکھتے ہیں اور فطرتاً انسان کی، ایسی چیز دیکھ کر جو اس کو بھائے یا اس کے لئے خوشی کا یا تفریح کا سامان بہم پہنچائے اس کی طرف ایک خاص شوق سے توجہ پیدا ہوتی ہے اور اس شوق میں اکثریت یہ بھول جاتی ہے کہ جو پروگرام بھی وہ ٹی وی پر دیکھتے اور سنتے ہیں، ہر پروگرام جو ہے وہ ترقی کی منازل کی طرف لے جانے والا نہیں ہوتا۔ باوجود عقل رکھنے کے اور بینا نظر کے ہر چمکتی ہوئی چیز کو بعض لوگ سونا سمجھنے لگ جاتے ہیں اور پھر نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ دُور دراز علاقوں میں، ان غریب ملکوں میں بیٹھے ہوئے لوگ بھی ان چیزوں کو دیکھ دیکھ کر بے چینی اور Frustration کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں۔ شہروں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں کہ شاید ہمارے ملکوں میں، ان شہروں میں یہ چیزیں مل جائیں۔ تب بھی بے چینیاں دور نہیں ہوتیں کیونکہ غریب ملکوں میں یہ میسر نہیں۔ پھر غریب ملکوں کے لوگ، دولت کمانے کے لئے، پیسہ کمانے کے لئے مغرب کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں اور دنیادار جو ہے اس کی تو یہی خواہش ہوتی ہے کہ دنیاوی چیزوں کو حاصل کرنے کی جس قدر کوشش ہو سکتی ہو وہ کرے اور اس کے لئے دنیا میں لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی کرتے ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا آج کل کے میڈیا نے اس خواہش کو، اس چمک کو، اس لالچ کو اور بھی زیادہ بھڑکا دیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ آسانیاں حاصل کی جائیں اور دولت کمائی جائے اور ان ایجادات سے فائدہ اٹھایا جائے، ان سہولتوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا اکثر لوگ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے اپنے اصل مقصد کو بھول جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اس مقصد کو یاد رکھنے والی ہے۔ جماعت احمدیہ کے اکثر مرد و خواتین ان مغربی ممالک میں اس لئے آئے ہیں اور آنے کی کوشش کرتے ہیں، خاص طور پر پاکستان سے آنے والے، کہ ان کے ملک میں ان کے لئے حالات مشکل بنا دیئے گئے۔ قدم قدم پر مخالفت ہے اور خوف ہے۔ بعض جگہ کاروباری لوگ مخالفت کی وجہ سے پریشان ہیں۔ بعض جگہ ملازمت پیشہ لوگ جماعتی مخالفت کی وجہ سے متأثر ہو رہے ہیں۔ بعض جگہ بچے سکول جانے سے خوفزدہ ہیں، ان میں چھوٹی کلاسوں کے بچے بھی شامل ہیں اور بڑی کلاسوں کے بچے بھی شامل ہیں۔ حتّٰی کہ گزشتہ دنوں پاکستان میں ایک میڈیکل کالج کے بچوں کو بھی بڑی ذہنی اذیت دی گئی اور ذہنی اذیت کا نشانہ بنایا گیا اور پھر الزام لگا کر کالج سے نکال دیا گیا۔ تحقیق پر وہ الزام غلط ثابت ہوئے۔ بہرحال یہ ایک علیحدہ چیز ہے۔ لیکن کہنے کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان سے آنے والے احمدی جو مغربی ممالک میں آتے ہیں وہ اس وجہ سے آتے ہیں کہ اپنے ملک میں ان کو بعض قسم کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ گویا کہ دین کی خاطر ان کو جو تکلیف دی جا رہی ہے ان کی یہ ہجرت بھی دین کی خاطر ہے تو احمدی یہاں جو مغربی ممالک میں آئے ہیں ان کی اکثریت مذہبی دہشت گردی سے متأثر ہو کر ملک سے ہجرت کرنے پر مجبور ہوئی اور جرمنی میں رہنے والے تو اکثر وہ لوگ ہیں جو جماعت کی بنیاد پر اسائلم لینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس مذہبی دہشتگردی کی وجہ سے اسائلم لینے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ گزشتہ تیس پینتیس سال سے یہاں مختلف وقتوں میں لوگ آتے رہے ہیں اور اب تک آ رہے ہیں۔ جو یہاں لمبے عرصے سے رہ رہے ہیں وہ یہاں کے ماحول کا حصہ بن چکے ہیں۔ کچھ یہاں جو نئی نسلیں پیدا ہوئیں پاکستانیوں کی وہ ایک ماحول کا حصہ بن چکے ہیں۔ ان میں نوجوان لڑکیاں بھی شامل ہیں، نوجوان لڑکے بھی شامل ہیں۔ یہاں کا رہن سہن، یہاں کا اٹھنا بیٹھنا بعض کی زندگیوں کا حصہ بن گیا ہے۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ کسی بھی ملک میں یا قوم میں جائیں تو اس میں سموئے جا کر ہی ایک ملک کے شہری ہونے کا کردار صحیح طور پر ادا ہو سکتا ہے۔

ملک کے شہری کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنا، ملک کی بہتری کے لئے اپنی تمام تر استعدادوں کو استعمال کرنا، جس ملک میں گئے ہیں وہاں کی زبان سیکھنا بہت ضروری اور قابل تعریف اور قابل ستائش ہے۔ لیکن ایک بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ احمدی مسلمان کو اپنی مذہبی روایات کا پاس رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ مغربی ممالک میں آزادی کے نام پر جو اخلاقی قدروں کی پامالی ہو رہی ہے اس کا ملک کی ترقی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب کوئی بتائے کہ کلبوں میں جا کر مرد اور عورت کا ناچنا اور پھر نیم عریاں ہو کر تمام دنیا کے سامنے بے حیاؤں کی طرح ناچنا کس طرح ملک کی ترقی میں کوئی کردار ادا کر رہا ہے۔ شراب خانوں میں شراب پینا اور بدمست ہو کر بیہودہ حرکتیں کرنا یا نشّہ میں سڑکوں اور نالیوں پر گرے پڑے ہونا یہ کون سی ملک اور قوم کی خدمت ہے۔ اور پھر آزادی کے نام پر بیشمار نئی باتیں

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں